تحسین اعتقاد
حلیة العرائس
زاد المسافرین
در تحقیق جواب مسئلہ
٥٣٢
٥٣٣
٥٣٤
٥٣٥
MAAB 1431

فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون

الحمد لله که درین زمان برکت توامان این رسالهٔ رشیقه و
عجالهٔ انیقه در تحقیق جواب مسئلهٔ دقیقه و حل عقدهٔ وثیقه
از نتایج افکار و رد اشیح انظار جناب تقدس مآب جامع
معقول و منقول حاوی فروع و اصول حبر نحریر و
مدقق عدیم النظیر صاحب طبع وقاد و ذهن نقاد و بدر
آسمان علم و کمال صدر ایوان فضل و افضال رشید ارکان
دین موضح غوامض احکام شرع متین فخر المدرسین جناب
مولوی سید علی نقی صاحب دامت برکاته حسب فرمایش
عالیجناب معلی القاب قرهٔ باصرهٔ دولت و اقبال غرهٔ ناصیهٔ
جاه و جلال بدر آسمان رفعت و جلالت شمس فلک عظمت و
نبالت سلالهٔ السلاطین و نقاوهٔ الساطین چراغ دودمان
شاهی نور الطاف الهی شاهزادهٔ جهان و جهانیان
صاحب عالم و عالمیان سپهر شکوه مرزا محمد شمس الدین
حیدر بهادر دام اقباله و ضاعف اجلاله

در مطبع اثنا عشری سید عابد علی مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہین علماء دین اس مسئلہ مین کہ حامد نے بارہ لاکھہ روپیہ بطریق قرض سرکار انگریزی کو دے اس شرط پر کہ جو منفعت اسکی ہو وہ میری زوجہ سماۃ ہندہ اور اوسکی اولاد کو نسلاً بعد نسل ملا کرے چنانچہ ہندہ کو مادام الحیات منافع اوسکے سرکار انگریزی سے وصول ہوتی رہے اب ہندہ نے دو پوتے اور دو پوتیان اور ایک پروتی محجوب الارث سماۃ زینب چھوڑ کر انتقال کیا پس اس صورت مین حسب شرع شریف فقط دونون پوتون کو اور دونون پوتیون کو ملیگا اور پروتی محروم ہوگی یا پروتی کو بہی کچھہ ملیگا

جواب علے نہج الصواب

صورت مرقومہ مین پانچون شخص برابر بلا تفاوت میان مرد و زن حصہ پاوینگے

تاوقتیکہ ارادہ کرنا حامد کا تقسیم بطریق خاص کسی دلیل معتبر سے ثابت نہو جے
جواب بالاجمال اس سوال کا اور تفصیل اجمال اور توضیح حال علی وجہ ینزاح بہ غبار
والاوہام ویمیط الشبہات العارضۃ لطائفۃ من الخواص والعوام موقوف ہے
چند مقدمات کے ہے مقدمہ پہلا میراث نام ہے اوس مال و حق کا
جو منتقل ہوا ہو ایک شخص سے بعد موت کے حقیقۃً یا حکماً طرف دوسرے
شخص کے بہ نسب یا بسبب اور قید اخیر سے خارج ہوا مال موصی بہ فائدہ
ینتقل بعد الموت بالوصیۃ لا بالنسب والسبب اور احکام مختصہ سے
ساتھ میراث کے ہے انساب مین ہونا اقرب کا حاجب ابعد کا ساتھ حجاب حرمان
طبقہ یا اتحاد صنف سے حقیقۃً یا حکماً مگر ایک صورت اجماعیہ مین اور مرد کا
سہم دونا ہو عورت کے سہم سے غیر کلالۃ الام مین و ذوی الارحام سے لکن انتقال
مال بالفعل طرف وارث یا ورثہ کے بوراثت بعد اجتماع شرائط وراثت کے
مشروط ہے ساتھ تین شرطون کے ایک شرط یہہ ہے کہ تعلق کفن میت کا
اوس مال سے نہ ہو دوسری شرط یہہ ہے کہ حق اللہ مثل زکوۃ اور خمس
اور کفارہ اور حجۃ الاسلام اور قضاء صوم و صلوۃ علی رای اور حق الناس
مثل عوض دین اور مہر زوجہ اور قیمت مبیع اور ارش جنایت وغیرہ کے
متعلق اوس سے نہو تیسری شرط یہہ ہے کہ وصیت و بالقوم بتمام الوصیۃ
متعلق نہو اوس مال سے اور اصل اس حکم مین آیات مین ایک اونمین سے قول
اوسکا ہے من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین اور مثل اسکے ہے
قول اوسکا من بعد وصیۃ یوصین بہا او دین اور قول اوسکا من بعد

وصیۃ توصون بہا او دین اور اخبار ساتہہ اسکے متظافر بلکہ متواتر
ہین چنانچہ اسی سبب سے اتفاق کیا ہے مسلمین نے تقدیم دین اور
وصیت پر اوپر میراث کے مقدمہ دوسرا وصیت لغۃً بمعنے وصل
اور اتصال اور عہد ہے قال فی القاموس وصی کوعی خس بعد فعر
والارض بعد خفۃ و وصل والارض وصیا و وصیا و وصاء او
وصاءۃ اتصل بنانہا واوصاہ و وصاہ توصیۃ عہد الیہ اور یہ
عبارت اور قول وسکا مادہ عہد مین العہد الوصیۃ اور عبارت صحاح کی
العہد الامان الی ان قال والوصیۃ وقد عہدت الیہ ای اوصیت
اور قول صاحب مصباح منیر العہد الوصیۃ یقہ عہد الیہ یعہد من
باب تعب اذا اوصاہ اور عبارت مجمع البحرین کی العہد الوصیۃ والاکم
یقال عہد الیہ یعہد من باب تعب اذا اوصاہ دال اسپر ہے کہ وصیت
بمعنے مطلق عہد اور امر کے ہے عام اس سے کہ مقصود فعل ہو حضور آمر مین
یا مطلقا یا غیبت مین اور خاص کیا ہے بعض نے ساتہہ اخیر کے جیسا کہ
نقل کیا ہے صاحب کتاب معارج السؤل نے قال وقیل الایصاء
طلب الشیٔ من غیرہ لیفعلہ علی غیب منہ حال حیوتہ او بعد وفاتہ
لکن مشہور تفسیر معنی لغوی مین اول ہے ہان عرفاً وصیت خاص اسکو
کہتے ہین کہ آدمی کہے کسی امر کے کرنیکو بعد وفات کے گو متعلق مال سے نہو
مثلاً کہے کہ نماز ہدیہ میت میرے لیئے پڑہنا یا کہے میری قبر پر فاتحہ پڑہنا
یا دعای مغفرت کرنا اور مثل اسکے جیسا کہ امام جعفر صادق ع سے روایت

کی ہے معویہ ابن عمار سے کہ فرمایا حضرت نے اوصی البراء ابن المعرور اذا
دفن ان یجعل وجہہ الی تلقاء النبی یعنے وصیت کی براء ابن معرور نے
نے اس بات کی کہ جب دفن کئے جاوین گردانا جاوے منہ اونکا طرف سرور عالم
کے یا متعلق مال سے ہو کسی وجہ پر اور قرآن و احادیث شریفون مین اسی
اطلاق سے کما لا یخفی علی المتتبع بلکہ موارد کثیرہ مین اطلاق وصیت کا بمعنے
مطلق امر ہوا ہے قال اللہ تعالی ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا
یعنی وصیت کی ہمنے انسان کو نیکی کرنیکی ساتھ اپنے والدین کے یعنے
امر باحسان کیا وقال تعالی حکایۃ عن المسیح عیسی ابن مریم علیہما السلام
واوصانی بالصلوۃ والزکوۃ مادمت حیا یعنے کہا حضرت عیسی نے
کہ وصیت کی مجھکو پروردگار عالم نے نماز پڑھنے کی اور زکوۃ دینے کی
تا بہ زندگی یعنے امر کیا مجھکو وایضا قال ووصی بہا ابراھیم بنیہ ویعقوب
یعنی وصیت کی ابراہیم نے اپنے ملت اختیار کرنیکی اپنے بیٹون کو اور
یعقوب نے وقال ولقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم وایاکم
ان اتقوا اللہ یعنے تحقیق کہ وصیت کی ہمنے اون لوگون کو جنکو دی گئی
کتاب قبل تمہارے اور تمکو اس بات کی کہ ڈرو خدا سے وقال شرع لکم
من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ
ابراھیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین یعنے بیان کیا تمہارے لیے
دین سے وہ دین جسکی وصیت کی تہی نوح کو اور جسکی وحی کی ہی ہمنے
طرف تمہارے اور جسکی وصیت کی ہمنے ابراہیم و موسی و عیسی کو تاکہ قائم

کرو دین کو وایضا قال و بعهد الله اوفوا ذلکم وصیکم به لعلکم
تذکرون یعنے وفا کرو ساتهه عهد خدا کے یهه وصیت کی ہے خدا نے تمکو
ساتهه اوسکے وقال رسول الله ص اوصانی جبرئیل بالسواک حتی خفت
علی اسنانی یعنے وصیت کی مجهکو جبرئیل نے سواک کرنیکی یہانتک کہ مجهکو
خوف ہوا اپنے دانتونپر وایضا قال اوصیکم برکعتین بین العشائین
یعنے وصیت کرتا ہون مین تمکو دو رکعت پڑہنے کی درمیان مغربین کے
وقال امیر المومنین ع اوصیکم بالضعیفین النسآء وما ملکت ایمانکم
یعنے وصیت کرتا ہون مین تمکو دو ضعیفون کی باب مین ایک عورتین اور
دوسرے ممالیک وقال ابو جعفر ع قال موسی یا رب اوصنی قال اوصیک
بك ثلث مرات قال یا رب اوصنی قال اوصیك بامك مرتین قال
یا رب اوصنی قال اوصیك بابیك یعنے عرض کی حضرت موسی ع نے
بار الہا مجهکو وصیت کر فرمایا وصیت کرتا ہون تجهکو تیرے بارے مین تین
مرتبه پهر کہا موسی نے خداوندا وصیت کر مجهکو فرمایا وصیت کرتا ہون
تجهکو حق مین ماں کے دو مرتبه پهر کہا موسی ع نے خداوندا وصیت کر مجهکو فرمایا
وصیت کرتا ہون تجهکو تیرے باپ کے بارے مین لکن اکثر
فقہا نے لکہا ہے الوصیة شرعا تملیك عین او منفعة بعد الوفات
اور ذکر کیا ہے علامه نے تذکرة الفقہا مین اور شہید ثانی نے شرح لمعه مین
اور سیوری نے کنز العرفان مین اور سید سند نے ریاض مین که وصیت
ماخوذ ہے وصی یصی یا اوصی یوصی یا وصّی یوصّی سے اور اصل مین

یہہ بمعنے وصل ہے اور اس تصرف کا نام وصیت رکھا گیا ہے اس اعتبار
کہ اسمین تصرف حال الحیوۃ کا وصل ہوتا ہے تصرفات بعد الموت سے یا قربات
مقدمہ کا قربات موخرہ سے اور یہہ اقوال اگرچہ دال ہین ثبوت نقل پر لفظ
وصیت مین معنے وصل سے طرف تملیک خاص کے صریح ہین اس نقل کے
شرعی ہونیمین لکن نماز اموات مین ذکر کرتے ہین تقدیم ولی شرعی کے وصی
اور نقل کرتے ہین خلاف ابن جنید اسکافی کا اور استدلال اونکے ساتھہ عموم
ادلہ حرمت تبدیل وصیت کے جیساکہ خلاف کیا ہے احمد بن حنبل نے
مستند لا بان ابابکر اوصی ان یصلی علیہ عمر و عمر اوصی ان یصلی علیہ
صہیب و اوصت عائشۃ ان یصلی علیہا ابو ہریرۃ و اوصی ابن
مسعود ان یصلی علیہ الزبیر و یونس بن جبیر اوصی ان یصلی
علیہ مالک بن انس و ابو شریحۃ اوصی ان یصلی علیہ زید بن ارقم
کما فی التذکرۃ وغیرہا اور اولی اور احوط گردانتے ہین تقدیم موصی
الیہ کو باذن ولی لما فیہ من الجمع بین الحقین بلکہ مطلقا کما فی الریاض اور
اولیاء عقد نکاح مین لکھتے ہین وصی کو باپ یا دادا کے ولو فی الجملۃ و من
الواضح عدم تعلق الوصیۃ ہنا بالمال فضلا عن کونہا تملیکا لہ اور کتاب الوصیۃ
مین لکھتے ہین واجب ہے وصیت کرنا ساتھہ ایصال ودایعت کے عند الموت
پہر وصیت کو مقید کرتے ہین بقیود مختلفہ پس کبھی کہتے ہین وصیت بالمال
اور کبھی کہتے ہین وصیت بالمنفعت اور کبھی کہتے ہین وصیت بالولایۃ
اور بحث کرتے ہین ہر ایک کے احکام سے اور وارد کرتے ہین کل کو ایک

کتاب مین اور عنوان کرتے ہین ہرایک بحث کا بالاستقلال یہانتک کہ علامہ
نے تذکرہ مین معقود کیا ہے ہرایک کے لیے ایک مطلب فقال فی الفصل
الرابع المعقود للموصی بہ فہہنا ثلاث مطالب المطلب الاول فی الوصیۃ
بالمال وابوابہ ثلثۃ وساق الکلام فی ابوابہ ثم قال المطلب الثانی
فی الوصیۃ بالمنافع وساق الکلام فی مسائلہ ثم قال المطلب الثالث
فی الوصیۃ بالولایۃ وفیہ مباحث اور یہہ سب مشعر ہے طرف تقسیم وصیت
کے طرف اقسام ثلاثہ کے بلکہ عبارات بعض کے تفسیر وصیت مین صریح یا
کالصریح ہین اس مطلب مین کما ستعرف اور اسیطرح قول علامہ کا
تذکرہ مین بیان ماتثبت بہ الوصیۃ مین قد عرفت ان الوصیۃ اما
بالمال او بالمنفعۃ او بالولایۃ اور کبہی تقسیم کرتے ہین موصی بہ کیطرف
مال و منفعت اور ولایت کے کما فی التذکرۃ والمال واحد اور وصیت
بالمال او المنفعت اگرچہ تملیک عین یا منفعت یا محتمل اوسکے ہے لیکن وصیت
بالولایۃ کا جنس تملیک سے ہونا ظاہر ہے اور تقابل مقتضی ہے اوسکو کہ
مراد ولایۃ علی المال ہو جیسا ہے کہ ہو ظاہر کلماتہم چہ جائیکہ تعمیم کیجائے
نکاح و نماز وغیرہ سے ضرورۃ انہا لیست وصیۃ بمال بل ہی تسلیط
علی تصرف فیہ کما فی الریاض اور تعریف مین اوسکی علامہ نے قواعد مین
کہا ہے الوصیۃ بالولایۃ استنابۃ بعد الموت فی التصرف فیما کان
لہ التصرف فیہ من قضاء دیونہ واستیفاۂا ورد الودائع واسترجاعہا
والولایۃ علی اولادہ الذین لہ الولایۃ علیہم من الصبیان والمجانین

والنظر في اموالهم والتصرف فيها بما لهم الحظ فيه وتفريق الحقوق الواجبة
والمتبرع بها وبناء المساجد قال المحقق الكركي قوله بناء المساجد
يجري مجرى المثال فان عمارة القناطر والربط والمدارس واستيجار
للصلوٰة والصوم ونحو ذلك من قبل الموصى فيه اور شرح لمعه مين لكها
وهي استنابة الموصى غيره بعد الموت في التصرف فيما كان له التصرف
فيه من اخراج حق او استيفائه او ولاية على طفل او مجنون يملك
الولاية عليه بالاصالة او بالعرض اور حاصل يه هے كه وصيت
بالولاية يهه هے كه آدمى اپنا نائب كرے كسيكو اور مقرر كرے امانات
پر يا حقوق اور ديون ادا كرنے پر يا امانات اور ديون اور حقوق
كے وصول كرنے پر يا مال موصى بهے كے صرف كرنے پر مصارف معينه
مين موصى كى جانب سے يا اطفال و مجانين كے صرف كرنے پر اونكى
مصالح مين وما اشبه ذلك ومن الجلي عدم كون كثير من ذلك
محتملا للتمليك اور اسى قبيل سے هے اصحاب نے جو ذكر كيا هے
خمس اور ميراث من لا وارث له مين تفصيل فتوىٰ كى وجوب حفظ مال امام
عجل الله فرجه سے آوان ظهور تك بوصاية يا بدفن بناء على كون الوصية
والوصاية بمعنے پهر تقسيم كرتے هين تصرفات مريض كو طرف دو قسموں كے
ايك تصرفات معجله اور منجزه اور دوسرے تصرفات مؤجله اور معلقه اور مراد
اول سے وه تصرفات هين جو آدمى اپنى حيات مين كرے مثل بيع اور وقف
اور هبه اور صلح اور محاباة وغيره كے اور مراد محاباة سے يهه هے كه معاوضه

کرے اور مسامحہ کرے بعض عوض مین بازالہ ملک مجانا بلا عوض یا بغیر ثمن المثل اور موجلہ سے مراد وہ تصرفات مین جو مشروط اور معلق موت پر ہون یا بالجملہ جو مصارف مال کے بعد وفات کے آدمی مقرر کرے جیسے تدبیر عبد اور مراد اس سے عتق بعد الوفات ہے علی رای او نذر معلق علی الوفات اور مثل اسکے ہے اگر مصرف مال کا قضای حج اور زیارت اور قضای صوم وصلوۃ معلق کرے یا مصرف مکان اور کتب اور زمین اور باغ کا وقف گردانے یا مصرف لباس کا تکفین اموات قرار دے یا مصرف نقد کا اعانت حجاج و زوار یا تقسیم مساکین و فقرا اور حفاظ اور علما اور صلحا اور اراامل وایتام یا تعمیر خانہ کعبہ یا مشاہد مشرفہ گردانے وما شاکل ذلک اور سوائے تدبیر اور نذر کے جملہ تصرفات موجلہ کو مطلقًا وصیت کہتے ہین ہان تدبیر مین اختلاف ہے بعض کہتے ہین وصیت ہے اور بعض نفی کرتے ہین اور مختار علامہ اور اکثر کا اول ہے کما صرّح بہ فی القواعد چنانچہ تعیین مصرف عتق کو وصیت بالعتق اور تعیین مصرف حج کو وصیت بالحج اور تعیین مصرف استیجار قضاء صوم اور صلوۃ کو وصیّت بالاستیجار لقضاء الصوم والصلوۃ اور تعیین مصرف وقف کو وصیت بالوقف کہتے ہین اور اسیطرح ہر مقام مین وصیت کو متعدّی اور مضاف اوسکے مصرف خاص کیطرف کرکے اطلاق اوس تصرف پر کرتے ہین جیسے وصیت للفقرا اور وصیت للعلماء اور وصیت للمسجد اور وصیت للکعبہ اور وصیت لسبیل اللہ ونحو ذلک کما لا یخفی علی من لاحظ شیئًا من وصایا

کتب الاصحاب اور عموم مناسبت بہی موید اسکا حالانکہ موارد کثیرہ مین اوراد
مذکورہ سے تملیک نہین ہے اور بعض مین اختلاف ہے تملیک مین جیسا آئندہ
بتفصیل بیان ہوگا لکن اطلاق وصیت مین ان موارد مین بہی اختلاف
نہین ہے بلکہ قائلین تملیک اور نافین کل متفق ہین وصیت ہونے پر
اور نفات تملیک بہی اطلاق وصیت کرتے ہین مثل قائلین کے اور مثل اسکے
اتفاق ہوا ہے اونکو طہارت مین کہ پہلے تعریف مین اوسکی کہا ہے اسم
للوضوء او الغسل او التیمم علی وجہ لہ تاثیر فی استباحۃ الصلوۃ
یا استعمال طہور مشروط بالنیۃ پہر تقسیم کی ہے طہارت کی طرف وضو
اور غسل او تیمم کے اور تقسیم کی ہے ہر ایک کی طرف مبیح اور غیر مبیح کے اور ہر ایک پر
اطلاق کیا ہے طہارت کا پہر مواضع کثیرہ مین احکام میاہ اور مباحث طہارات
اور طرق تطہیر اور لباس مصلی اور مکان صلوۃ اور احکام اموات وغیرہ مین
اطلاق کیا ہے معنے مقابل للنجاسۃ اور ازالہ قذارت پر کما فی قولہم
یجب تطہیر الثوب والبدن للصلوۃ او تطہیر الظروف للاکل
وقولہم لا یشترط طہارۃ مکان المصلی علا مسجد الجبہۃ وقولہم
الاصل فی الاشیاء الطہارۃ وقولہم الاصل فی الماء الطہارۃ ونحو
ذلک جیسا کہ ذکر کیا ہے وصیت مین حذو القذۃ بالقذۃ پہر کیف
الاطلاقات اور استعمالات اصحاب کے مساعد نہین ہین ظاہر تعریف کے نہ
طہارت مین اور نہ وصیت مین چنانچہ اسی مقام سے محقق کرکے اور شہید
ثانی وغیر ہمانے صحت مین تعریف مذکور کے کلام کیا ہے قال المحقق

الكركي في جامع المقاصد في شرح قول الفاضل في القواعد الوصية
تمليك عين الخ ونقض في عكسه بالوصية بالولاية فانها ليست تمليك
احد الامرين و بالوصية بالعتق فانه فك والتدبير فانه وصية عند
كثيرين ووقف المسجد فانه فك وينتقض بالوصية بالمضاربة والمساقاة
فان قيل انهما ملكان لحصة من الربح والثمرة قلنا قد لا يحصل ربح ولا
ثمرة فيتخلف التمليك وزاد في التذكرة تبرعا ويشكل هذه الزيادة
بورود الوصية بالبيع ونحوه من المعاوضة لان ذلك وصية ولا
تبرع فيه وقال الشهيد في المسالك وينتقض في عكسه بالوصية الى
بانفاذ الوصية وبالولاية على الاطفال والمجانين الذين يجوز له
الوصية عليهم وبالوصية بالعتق فانه فك ملك لا تمليك العبد نفسه
وكذلك التدبير على القول بانه وصية كما ذهب اليه الاكثر والوصية
بابراء المديون وبوقف المسجد فانه فك ملك ايضا وبالوصية
بالمضاربة والمساقاة فانهما وان افاد ملك العامل الحصة من الربح
والثمرة على تقدير ظهورهما الا ان حقيقتهما ليست كذلك وقد لا
يحصل ربح ولا ثمرة فيتخلف التمليك انتهى ملخصا وقال في شرح اللمعة
وينتقض في عكسه بالوصية بالعتق فانه فك ملك والتدبير فانه
وصية به عند الاكثر والوصية بابراء المديون وبوقف المسجد
فانه فك ملك ايضا وبالوصية بالمضاربة والمساقاة فانهما
وان افادا ملك العامل الحصة من الربح والثمرة على تقدير ظهورهما

الاان حقیقتہا لیست کذلک وقد لا یحصل ربح ولا ثمرۃ فیتخلف التملیک
اور مثل اسکے ہے بعض شروح مختصر نافع مین اور حاصل کلام یہ ہے کہ تعریف
وصیت ساتھہ تملیک عین اور منفعت کے جامع نہین ہے اسوجہ سے کہ
خارج ہے تعریف سے وصیت بالولایۃ مثل وصیت ہو ولایت مال کی
یا وصیت ہو ولایت مجانین اور اطفال کی بسبب انتفاء تملیک کی قسمین
اور وجہ انتفاء تملیک کی ما تقدم سے واضح ہے اسوجہ سے کہ وصیت بالولا
جیسا کہ سابق مین بیان ہوا استنابۃ اور تسلیط ہے غیر کے بعد الوفاۃ
صرف کرنے پر مال کے مصارف موصی بہا یا مصالح اطفال مین جسطرح
وکالت استنابت اور تسلیط ہے وکیل کے تصرف کرنے پر مال مین بما
عینہ الموکل حیات مین پس لا محالہ تملیک سے خارج ہوگی مثل توکیل کے
چنانچہ اسی لحاظ سے زیادہ کیا ہے محقق نے نافع مین اور شہید نے لمعہ مین
اور فاضل خراسانی نے کفایہ مین او تسلیط علی تصرف بعد الوفاۃ تعریف
مین اور وصیت بالوقف اور بالعتق اور وصیت بابراء مدیون اور
وصیت مضاربہ اور مساقات اور بیع اور محابات اور استیجار للحج اور مانند
اسکے اس بناء پر کہ وصیت موارد مذکورہ مین وصیت بالولایۃ یا مثل
اسکے ہے بہرکیف حقیقت اوسکی تسلیط غیر ہے تصرفات مذکورہ پر کما اشار
الیہ السید فی الریاض ونقل شیخنا الشیخ علی سبط الشہید الثانی
التصریح بہ عن بعضہم فی تعلیقاتہ علی الروضۃ پس شامل ہوگی تعریف
موارد مذکورہ کو قطعاً اور فرق نہوگا خروج مین تعریف سے درمیان

وصیت بالوقف یا عتق یا ابرا وغیرہ کے جو متعلق ہین تصرفات غیر مملکہ
سے اور درمیان وصیت بالبیع بامحاباۃ یا استیجار یا صلح وغیرہ کے
جو متعلق ہے عقود مملکہ سے سواء قید نا التملیک بقولنا تبرعا کا قید
بد العلامۃ فی التذکرۃ امر لا بسبب اسکے کہ تسلیط بیع پر بیع نہین ہے
اور محاباۃ پر محاباۃ نہین ہے تاکہ داخل ہو تملیک مین جسطرح توکیل بیع
اور نکاح وغیرہ مین مصداق بیع اور نکاح کا نہین ہے وھذا واضح جدا
اور بنا بر ظاہر کلام محقق ثانی اور شہید ثانی اور صریح کلام شیخ علی سبط
شہید ثانی کہ وصیت بالعتق انشاء عتق ہے بعد الوفاۃ اور وصیت بالابرا
ابرا ہے بعد الوفاۃ خارج ہوتی ہے وصیت بالعتق اور وصیت بالوقف
اس سبب سے کہ یہ فک ملک ہے نہ تملیک اور اسی مقام سے زیادہ
کیا ہے صاحب کفایہ نے او فک ملک بعد الوفاۃ اور ابراء مدیون
اسلئے کہ اسقاط حق ہے نہ تملیک چنانچہ اسیوجہ سے قبول شرط نہین ہے
اوسمین ورنہ لازم ہوتا اعتبار قبول کا اور وصیت بالمضاربۃ اسوجہ سے
کہ یہ حقیقت مین استنابت ہے تجارت مین فلا یختلف الحال فی الوصیۃ
بہا علی التقدیرین اور تملیک حصہ کی ربح سے عامل کو منافی اسکے نہین ہے
اسلئے کہ یہ بمنزلہ جمع کے ہے دو وصیتون مین کہ ایک ہو ساتھہ استیفاء
دیون کے اور دوسری تملیک منفعت متوقعہ کے مثلا وبذلک اتضح ما
ذکرہ ثانی الشہیدین فی التعلیل لکن تعلیل ساتھہ عدم حصول ربح اور
استغناء مالک کے اس صورتمین جیساکہ ذکر کیا ہے محقق ثانی نے پس منظور

فیہ ہے اس جہت سے کہ صدق تملیک مین کافی ہے مجرد ایجاب بایع اور قبول
حصول ملک خارج مین معتبر نہین ہے ورنہ لازم ہے خروج وصیت
بالمنفعت کا جبکہ ہو منفعت متوقعہ مثل ثمرہ متجددہ کے سنہ مستقبلہ مین
اور اتفاق نہو اوسکے وجود کا فتامل اور کلام وصیت بالمساقاۃ مین
مثل وصیت بالمضاربۃ کے ہے وبما ذکرنا ظہر بعض خبایا المقام
وعلیك بالتامل التام لینکشف ما بقی منہا فی زوایا الکلام اور
مثل موارد مذکورہ کے ہے وصیت حرمان بھی جبکہ نہ قصد کرے موصی
تملیک باقی ورثہ کے تمام متروکہ پر اور وصیت وضع بعض تبرکات متبرکہ
ہے قبر مین یا کفن مین ونحو ذلك مثل ما حکاہ صاحب الجواہر
عن ورام ابن ابی فراس انہ اوصی ان یجعل فی فمہ فص عقیق
علیہ اسماء الائمۃ اور وصیت ساتھہ تکفین موصی کے بعض ثیاب
مین بعینہ اگرچہ نہین ذکر کیا ہے ان افراد کو محقق ثانی اور شہید ثانی
وغیرہ نے اور اس حال مین پس چارہ نہین ہے اس امر سے کہ یا عدول
کرین ظاہر تعریف سے یا ظاہر اطلاقات سے پس یا یہہ کہین کہ لفظ
وصیت حقیقت مین عام ہے تملیک اور غیر تملیک سے اگرچہ باشتراک لفظی
ہو یا بطور اشتراک معنوی لکن مقصود معرفین فقط تعریف ایک فرد خاص
یا معنی خاص کے ہے افراد یا معانی وصیت سے کہ جو ملحق ہے ساتھہ
عطایا کے اور عطیہ موجلہ اوسکو کہتے ہین نہ مطلق وصیت یا یہہ کہ تعریف
جاری ہے طریق تفاسیر لغویہ پر اور مقصود تفسیر سے تصویر فی الجملہ ہے

بہر کیف خروج بعض افراد کا جنکی تعریف مقصود نہین ہے یا خروج اونکا
محل تصویر فی الجملہ مین نہین ہے جو اصل غایۃ تفسیر ہے یا اور معانی کا جو
مقصود بالبیان نہین ہین مضر نہین ہے یا یہہ کہین کہ وصیت حقیقت ہے
مخصوص تملیک بعد الوفاۃ مین اور سوا اسکے جن موارد مین اطلاق کرتے
ہین لفظ وصیت کا وہ اطلاق حقیقی نہین ہے بلکہ یا باعتبار معنی لغوی
کے ہے جسطرح اطلاق کرتے ہین استبراء عن البول پر مثلاً لفظ اجتہاد کا
یا بطریق تجوز و استعارہ جسطرح کبھی ابرار کو ہبہ اور عوض کو ثواب کہتے ہین
ہین ورنہ فی الحقیقت موارد توہم انتقاض یا جمیعہا افراد ہین وصایت
کے جو ایک عقد ہے جداگانہ عقد وصیت سے اور ایجاب اوسکا اور
ہے مغایر ایجاب وصیت سے اور اثر اوسکا جدا ہے یا بعض اونمین سے
ایک قسم ثالث ہے تصرفات موجلہ سے نہ وصیت ہے نہ وصایت لیکن
چونکہ کل مشارک ہین عدم تنجز اور تعلق علی الموت مین اسوجہ سے مجازاً
سبکو وصیت کہتے ہین پس یہہ دو صورتین ہین جمع کرنے کے تعریف
اور اطلاقات مین اس مقام مین اور ہر ایک کے لیئے ایک وجہ ہے
اسی سبب سے اختلاف ہوگیا ہے کلام علما مین جیسا کہ متامل پر پوشیدہ
نہین ہے پس کلام محقق سے نافع مین اور کلام سیوری سے تنقیح مین
اور کلام شہید سے لمعہ مین اور کلام شہید ثانی سے بعض مواضع مین مسالک
سے اور کلام محقق شیخ علی علیہ الرحمہ اور فاضل خراسانی سے کفایہ مین
اور سید سند اور بحر زاخر صاحب جواہر سے ظاہر ہوتا ہے قول ساتھ وجہ اول کے

لکن ظاہر کلام محقق سے نافع مین اور کلام شہید سے لمعہ مین حیث قال فی
تفسیر الوصیۃ انہا تملیک عین او منفعۃ بعد الوفاۃ او تسلیط علی
التصرف بعدہ اشتراک وصیت ہے لفظا درمیان تملیک عین یا منفعت
کے اور تسلیط علی التصرف یعنی استنابت فی التصرف بعد الوفات کے جیسا
تنبیہ کی ہے اسپر تنقیح مین اور کلام سید سند سے ریاض شرح نافع مین ظاہر
ہوتی ہے موافقت اونکی ساتھ یا ان کے اور سیوری نے تنقیح مین تصریح
کی ہے اسکی حیث قال الوصیۃ لغۃ ماخوذۃ من وصی یصی الی ان
قال وشرعاً یقال علی سبیل الاشتراک علی معنیین مختلفین احدہما
تملیک عین او منفعۃ بعد الوفاۃ ثم قال وثانیہما التسلیط علی
تصرف بعد الوفاۃ اور فاضل خراسانی نے ظاہرا مشترک گردانا ہے ان
دو مین اور فک ملک مین اسیوجہ سے تردید کی ہے تعریف مین درمیان امور
ثلثہ کے حیث قال الوصیۃ تملیک عین او منفعۃ او فک ملک او
تسلیط علی التصرف بعد الوفاۃ اور اسکو صاحب منہاج نے انفع گردانا
ہے لکن فک ملک بعد الوفاۃ کی دو صورتین متصور ہین کما اشرنا الیہ
فیما سبق ایک صورت یہہ ہے کہ آدمی کسیکو اپنا نائب اور وکیل کرے
اور اوس سے کہے کہ تم بعد میرے وفات کے غلام میرا آزاد کر دینا یا مکان
وقف کر دینا اور بعد انتقال موصی کے نائب اور وصی آزاد کرے غلام کو
یا وقف کرے مکان کو اور اس صورت مین تو ظاہر ہے کہ آزاد کرنا یا وقف
کرنا فعل نائب کا اور وصی کا ہے اور موصی کا فعل فقط نائب کر دینا ہے او

دوسری صورت یہ ہے کہ آدمی خود اپنا غلام آزاد کرے یا مکان وقف
کرے یا ابرار کرے بے واسطہ وکیل اور وصی کے لیکن مقید کرے ساتھ
مابعد وفات کے اسوجہ پر کہ آزاد کرنا غلام کا یا وقف کرنا مکان کا یا ابرار
دیون سے فعل ہو موصی کا بالذات اور بلا واسطہ اور بعد وفات غلام آزاد
ہو جاوے اور مکان وقف ہو جاوے فعل سے موصی کے اور مترتب ہو
خروج ملک فعل پر موصی کے بالذات اور بلا واسطہ اور وصیت باین معنے
اخذت فعل سے موصی کا وهذا مما لا سترة فيه پس اگر مراد فک ملک سے
جو معنی ثالث گردانے جاتے ہیں وصیت کے پہلی صورت ہے یعنی ظاہر ہو
کرنا کسیکو آزاد کر دینے پر غلام کے تو یہ خارج معنی تسلیط اور استنابت
علی التصرفات سے ہیں پس شمار کرنا اسکا معنی ثالث وصیت کے بے
محل ہے اور غیر صحیح ہے چنانچہ اسیکے طرف اشارہ کیا ہے سید سند نے ریاض
میں حیث قال وعند الاحقر فی زیادتہا لما ذکرہ مناقشة نظرا
فیہا بملاحظة الزیادة فی العبارة اور اگر مراد صورت ثانیہ ہے
تو البتہ فک ملک کا معنی ثالث وصیت کے قرار دینا لابد ہے لیکن صحت میں
وقف اور عتق اور ابرا کے اس وجہ پر تامل ہے اور ظاہر اسی بنا پر محقق
اور شہید ثانی نے اقتصار کیا ہے تعریف میں ذکر تملیک اور تسلیط پر اس
لحاظ سے کہ تعریف سوق ہوتی ہے واسطے بیان معنی حقیقی صحیح کے اور
فاسد پر اطلاق مجازی ہے فلا وجه لادخاله فی التعریف کان بر تقدیر
ثبوت صحت ظاہرا لابد ہے زائد کرنا اس قید کا ہر چند ممکن ہے اس تقدیر پر

بہی استثنا اس قید سے اور داخل کرنا افراد مذکورہ کا تسلیط مین اس طورسے
کہ تسلیط مین تعمیم کرین اور کہین کہ مراد اوس سے معنی عام مین استنابت سے
کہ عبارت ہے تسلیط غیر سے تصرف پر نیابت عن الموصی اور تسلیط غیر سے
تصرف لنفسہ پر پس داخل ہوگا وقف اور عتق اور ابرا تسلیط مین اسوجہ سے
کہ وقف تسلیط ہے مسلمین کے تصرف پر اور ابرا تسلیط مدیون کے ہے عوض
دین پر اور عتق تسلیط ہے عبد کے تصرف پر جسطرح چاہے جیسا کہ مجملاً
ذکر کیا ہے محقق اتقانی نے حواشی مین جو انساری نے لیکن یہہ تعسف ظاہر ہے دو
وجہ سے اولا اس راہ سے کہ بتقدیر مذکور پر او منفعت بہی مستدرک اور زائد ہے
اسوجہ سے کہ تملیک منفعت تسلیط علی التصرف مین اس صورت مین داخل
ہے فیلزم شمول التعریف للحشو اور ثانیا اسوجہ سے کہ مراد تسلیط سے
اس تقدیر پر فقط تسلیط التصرف پر ہوگی یا عام اس سے کہ عین ملک موصی
یا ورثہ پر باقی رہے یا خارج ہوجاوے پہلی شق مین عتق اور وقف داخل
نہوگا اسوجہ سے کہ انمین تسلیط علی التصرف کے ساتہہ اخراج عین کا بہی ہے
ملک سے ورنہ لازم ہے کہ وقف اور عتق مین عین ملک ورثہ پر باقی رہے
وہو باطل بالاتفاق اور شق ثانی مین تملیک عین بہی داخل ہوجاتی ہے
تسلیط علی التصرف مین پس بنا علیہ لابد ہے کہ تملیک عین اور منفعہ بہی حذف
کیا جاوے اور فقط تعریف مین اکتفا کرین تسلیط الغیر علی التصرف بعد الموت
فافہم وقد وقع ہذا الکلام فی البین فلیرجع الی ما کتبنا فیہ فمقول اور
کلام بعض شراح نافع مشعر ہے طرف اشتراک معنوی کے اور اسیطرح کلام

محقق نجفی بعض مواضع مین لکن شارح ناخ نے گردانا ہے تعریف کو جاری
طریق تعریفات لغویہ پر جنمین مقصود ہوتی ہے غالبا تصویر فی الجملہ حیث
قال بعد ایراد النقوض المذبورۃ ان ہذہ التعریفات من قبیل
المعرفات الرسمیۃ لا الحدود الحقیقۃ فلا یضر عدم کونہا جامعًا
ومانعًا انتھی اسلئے کہ یہہ کلام جیسا کہ پوشیدہ نہین ہے صریح اعتراف
ہے قصور تعریف کا اور اعتذار ہے ساتہہ ہونے تعریف کے قبیل حدود
حقیقیہ سے تا کہ واجب ہو اطراد وانعکاس اور ظاہر ہے کہ قصور تعریف کا
بے اشتراک معنوی اور عموم معرف کے غیر متصور ہے اور اعتذار اوس سے
ساتہہ ہونے تعریف کے قبیل حدود حقیقیہ سے بے محل ہے اور جواہر الکلام
مین حمل کیا ہے تعریف کو قصد فرد خاص پر حیث قال فی موضع منہ
ومن ذلک یظہر ما فی اطلاق کثیر من الاصحاب کون الوصیۃ
عقدا ثمرتہ تملیک العین او المنفعۃ بعد الوفات اللہم الا ان
یریدوا من ذلک احد افراد الوصیۃ ولعل الظ ذلک وحینئذٍ
فلا وجہ لنقض التعریف المذبور بالوصایۃ وبابراء المدیون
وبالوقف ونحو ذلک ضرورۃ کون المراد تعریف ذلک الفرد من
الوصیۃ لا مطلق الوصیۃ اور یہی ظاہر یعنی اشتراک معنوی کلام شہید
ثانی اور محقق ثانی سے ہے اس قرینہ سے کہ اکتفا کی ہے نقض تعریف پر اور
انکار صدق کا یا اشعار طرف تعدد معانی کے نہین کیا والسکوت فی معرض البیان
بیان پس یہہ گویا اعتراف ہے عموم وصیت اور عدم انعکاس تعریف کا

علاوہ برین ظاہر ہوتا ہے کلام شہید سے بحث تصرفات مریض مین
حصر ظہور مغائرت کا درمیان وصیت اور تصرفات مُوجلہ کے تدبیر اور نذر
معلق علی الموت مین اور یہہ کہ خارج کرنا وصیت سے جمیع ماعدا تملیک
العین او المنفعۃ بعد الوفاۃ کا تصرفات معلقہ علی الموت سے اور دعویٰ
کرنا ظہور مغائرت کا جمع مین تکلف ہے اور یہہ سب مؤید اوسکا ہے
جو ہمنے ذکر کیا اور یہہ عبارت ہے شہید کی بحث مذکور مین ویستفاد
من جعله المؤجلة كالوصية في الحكم وانها غير الوصية والمغائرة
يظهر بينهما في التدبير ويظهر ايضا في النذر المقيد فانه لا يسمى
وصية وعلى ما استفيد من تعريف المص للوصية انها تمليك
عين او منفعة يتخلف كثير من الافراد المعلقة على الموت فيطلق
عليه التصرفات المؤجلة لا الوصية وذلك كالوصية بالعتق
والوقف على جهة عامة والوصية بابراء المديون وغير ذلك
ولو اطلق على الجميع اسم الوصية وذكر ان حكمها الخروج من الثلث
سلم من التكلف والتدبير ان كان وصية بالعتق تناولته العبارة
والا فيكتفى بذكر حكمه في محله انتهى ملخصا اور وجہ ثانی کو وجہین
مذکورین سے ظاہر اختیار کیا ہے محقق اور علامہ اور شہید نے جیسا کہ
مقتضی ہے ظاہر عبارت شرائع اور قواعد اور تحریر اور دروس کا بلکہ یہی
ظاہر ہے اون سب علما کا جنہون نے وصیت مطلقہ کی تفسیر مین کہا ہے
تملیک عین الخ یا تعبیر کیا ہے معنی مذکور سے ساتھہ لفظ وصیت کے مطلقا

اور جہان تفسیر باستنابت یا تسلیط کی ہے یا تعبیر کی ہے اس سے
وہان مقید کیا ہے ساتھہ صلہ کے اور وصیت بالولایۃ کہا ہے جس طرح
علامہ نے قواعد مین اولاصدر کتاب الوصیۃ مین فرمایا ہے المقصد
الرابع فی الوصایا وفیہ فصول الاول فی ارکانہا ومطالبہ اربعۃ
الاول الوصیۃ تملیک عین الخ پہر آخر کتاب مین لکہا ہے الفصل
الرابع فی الوصیۃ بالولایۃ وفیہ مطلبان الاول فی ارکانہا وہی
اربعۃ الاول الموصی فیہ الوصیۃ بالولایۃ استنابۃ بعد الموت
الخ اور جسطرح محقق نے کہا ہے شرائع مین ویثبت الوصیۃ
بشاہدین عدلین ومع الضرورۃ وعدم عدول المسلمین
یقبل شہادۃ اہل الذمۃ خاصۃ الی ان قال ولا تثبت الوصیۃ
بالولایۃ الا بشاہدین الی اخرہ اس سبب سے کہ التزام
تقیید ابارت مجازی ہے کما تقرر فی محلہ اور اس قرینہ سے صاف ظاہر
ہے ہونا وصیت کا ان حضرات کے نزدیک حقیقت فقط یعنی اول مین اور
یہہ کہ اطلاق اوسکا یعنی استنابت اور تسلیط مجاز ہے بلکہ شہید نے
دروس مین اور مرحوم قزوینی نے لکہا ہے کہ وصیت کو تقیید ہی اطلاق اوسپر
نہین کیا بلکہ اسکو بلفظ وصایت تعبیر کیا ہے اور وصیت اور وصایت
کو باہم قسیم گردانا ہے یہانتک کہ ہر ایک کے لئے عنوان کیا ہے ایک
کتاب کا جدا گانہ کما نقلہ الشہید الثانی والسید السند طاب ثراہما
قال فی المسالک وربما جعلت الوصیۃ خارجۃ عن الوصایۃ قسیمۃ

لما فلا یحتاج الی الاحتراز عنها حتی ان الشهید فی الدروس
عنون لکل واحد من القسمین کتابا وقال فی الریاض وربما یذب
عن النقض بجعل الوصایا خارجۃ عن الوصیۃ قسیمۃ لها فلا یحتاج
الی دراجها فیها بهذه الزیادة حتی ان الشهید فی الدروس عنون
لکل من القسمین کتابا علیحدہ بلکہ مستفاد کلام محقق سے شرائع مین
کہ اولا تعریف وصیت مین فرمایا ہے تملیک عین الخ پہر تصرفات مین فرمایا
ہے تصرفات المریض نوعان مؤجلۃ و منجزۃ فالمؤجلۃ حکمها حکم
الوصیۃ یہہ ہوتا ہے کہ جتنے افراد کثیرہ معلقہ موت پر سوا تملیک عین
یا منفعت کے ہین اون سب اطلاق وصیت ہوتی نہین بلکہ اونپر تصرف
مؤجل کا اطلاق ہوتا ہے جیسا کہ ذکر کیا ہے شہید نے مسالک مین اور عبارت
اونکی منقول ہو چکی ہے سابق مین فلیراجع ولا فائدہ فی الاعادۃ لکن
انکار صدق وصیت کا غیر تملیک پر مطلقا اور اسا جیسا کہ متوہم ہوتا ہے
کلام محقق قدس سرہ سے پس بعید و تنوع صدق اور ثبوت اطلاق کے
مواضع کثیرہ مین جنمین سے بعض بطور مثال کے ذکر بہی کیے گئے بیجا اور
مہمل ہے بلکہ بعید وہ ہے انکار واضحات عین بلکہ محض مکابرہ ہے باللسان
اور شان اصاغر طلبہ کی اجل اور ارفع تہا اوس سے کہ مخفی ہون اونپر
ایسے واضحات چہ جای علما خصوصا محقق اور نظر اونکے پس واجب ہے
تنزیہ اونکے قصد سے اس مضمون کے خصوصا درحالیکہ عبارت بہی
دلالت معتد بہا اس مطلب پر نہین رکہتی ہے علی الخصوص جبکہ وہ خود

جا بجا اطلاق وصیت کا غیر موارد تملیک مین کرچکے ہین بلکہ ظاہر احتمال اطلاقات
مذکور کا تجوز پر اور تجوز اوسکی مجازیت کی ہے باوصف اس کثرت ورود کی
جسکے مقابل مین اطلاق تملیک پر غایۃ قلت مین ہے جیسا کہ متتبع کلام
اصحاب پر مقامات مناسبہ مین طہارت اور صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور خمس اور
بیع اور ولایت اور وصایا اور میراث اور نکاح وغیرہ سے پوشیدہ نہین
ہے بعید از صحت اور بمنزلہ تجوز بجا بلا حقیقت ہے سوا اسلئے عدم صحت
سلب بہی دلیل حقیقت کی موجود ہے اور احتمال اشتراک لفظی بہی ضعیف
ہے بسبب اصالہ عدم اشتراک اور عدم تبادر خصوص تملیک وغیرہ کے
خصوصیات موارد سے اور علما بہی تمسک کرتے ہین عمومات وصیت
سے بیان احکام مین موردین مین غیر تملیک مین تو جیسے ابن جنید رحمہ
نے تمسک کیا ہے تقدیم وصی مین ولی شرعی پر عموم حرمت تبدیل
وصیت سے اور کسی نے متاخرین سے انکار اور اعتراض اونپر یہہ نہین کیا
کہ مسئلہ موضوع وصیت سے خارج ہے فکیف یتمشی الاحتجاج
باقی رہا یہہ کہ پہر متاخرین نے مخالفت اونکے حکم مین کیون کی ہے اور
تقدیم ولی شرعی کی کیون اختیار کی ہے جبکہ مسئلہ کا جزئیات وصیت
سے ہونا اونکے نزدیک مسلم ہے لیکن یہہ شبہہ ہے کہ ناشی ہوتا ہے
جہالت سے ورنہ مطلع کلام اصحاب پر روشن ہے کہ نزاع اسکافی
اور متاخرین مین نزاع صغروی نہین ہے بلکہ وجہ اختلاف کی یہہ ہے
کہ وہ آیہ اولوا الارحام اور اخبار کو معارض اور مخصص آیہ وصیت کا جانتے ہین

اور ارتکاب تخصیص تسلیم ہے عموم کی پس یہہ اور موید ہے مطلب کا اور دال ہے
تسالم پر علما کے عموم وصیت پر تملیک سے اور تملیک مین اگر کسیکو شبہہ ہو
تو دیکہے تذکرہ علامہ حلی رحمۃ اللہ کو کہ کسطرح صاف صاف استدلال فرمایا ہے
مین شرعیت وصیت بمعنی تملیک پر آیات سے یہہ بہی دلیل عدم اشتراک
لفظی کی ہے ورنہ لازم ہوگا استعمال لفظ مشترک کا معنیین مختلفین مین
اطلاق واحد مین یا نہ صحیح ہوگا تمسک احد المقامین یا دونون مین لتطرق
الاجمال المخل بالاستدلال پس متعین ہوا قول ساتہہ اشتراک معنوی کے
اور لابد ہوا کہ سوا تملیک عین اور منفعت کے کوئی اور معنی حقیقی لفظ وصیت
کے ہون عام تملیک اور غیر تملیک سے لکن جتنا تتبع موارد استعمال اور
بلاخطہ علائم حقیقت ومجاز اور تدبر سے کلمات اصحاب مین اس مقام مین
مستفاد ہوتا ہے یہہ ہے کہ لفظ وصیت عرفاً حقیقت ہے معنی عہد
اور امر مین لکن نہ مطلق عہد جو معنی لغوی ہین وصیت کے عام اس سے
کہ امر ہو فعل کا حیات آمر مین یا بعد ممات کے لعدم ثبوت التعمیم الی ذلک
من الاطلاقات مضافا الی صحت السلب عما یعہد الانسان فعلہ
حال حیوتہ کما لا یخفی بلکہ خاص عہد اور امر کسی فعل کے کرنیکا بعد وفات آمر
کے بدلیل عدم صحت سلب اور تبادر عند الاطلاق کیونکہ اگر مثلاً کہین کہ فلان
شخص نے وصیت کی تو مجرد سماع کے ذہن منتقل ہوتا ہے طرف اسی
مضمون کے کہ اوسنے کسی امر کے کرنیکو بعد اپنی وفات کے کہا اور اگر کہا جاے
مثلاً کہ میت نے کچہہ وصیت نہین کی حالانکہ اوسنے کسی امر کے کرنیکو کہا ہو تو

البتہ تکذیب قائل کی کیجاویگی اور تبادر اور عدم صحت سلب حقیقت کی ہے
کما تقرر فی الاصول اور نقل بہی ہوگی عام سے طرف خاص کے اس لئے
کہ نقل اس صورت مین ہوتی ہے عہد مطلق سے طرف عہد خاص کے اور
اغلب نقل مین یہی ہے کہ عام سے طرف خاص کے ہوتی ہے کما صرح بہ فی ضوابط الاصول
اور ساتہہ اسکے مضر نہین ہے تفسیر کرنا علما کا وصیت کو ساتہہ عہد مذکور کے خصوصاً
جبکہ ممکن ہے اکثر کی تعرض بسبب غایتہ وضوح کے ہو باین ہمہ کلمات اصحاب بہی خالی نہین
ہین اشعار سے طرف معنی مذکور کے جیسا کہ متامل پر پوشیدہ نہین ہے بلکہ تفسیر وصیت
بالولایتہ کے ساتہہ استنابت اور تسلیط کے جیسا کہ کلام مین ایک جماعت
کے محققین سے واقع ہے جیسا کہ سابق مین نقل کیا گیا راجع طرف اسکی
ہی ہو اسطے کہ استنابت تصرف مین اور تسلیط اوسپر سوا امر تصرف کے اور
کیا ہے چہ جائیکہ علامہ نے تذکرہ مین بعض موارد مین تصریح اسکی فرمائی
ہے کہ مراد وصیت سے امر ہے چنانچہ کتاب الودیعتہ مین فرمایا ہے قد
توہم بعض الناس ان المراد من الوصیتہ بہا تسلیمہا الی الوصی لیدفعہا
الی المالک وہو الایداع بعینہ ولیس کذلک بل المراد الامر بالرد
من غیر ان یخرجہا من یدہ اور شہید ثانی علیہ الرحمہ نے مثل اسکے
لکہا ہے قال فی المسالک والمراد ان یعلمہ بہا ویامرہ بردہا علی
تقدیر الموت لا ان یسلمہا اور جناب شیخ محمد حسن صاحب نجفی نے
جواہر الکلام مین مواضع کثیرہ مین تنبیہ معنی مذکور پر فرمائی ہے چنانچہ صدر
کتاب الوصایا مین بعد نقل قول اکثر اصحاب کہ وصیت منقول ہے معنی وصل سے

طرف تصرف خاص کے لاشتماله علی وصل التصرف حال الحیوۃ بالتصرف
الواقع بعد الوفاۃ لکہا ہے والاولی نقلها من الوصیۃ بمعنی مطلق
العهد الی خصوص ما یعهده الانسان بعد وفاته اور بعد چند سطور کے
پہر لکہا ہے خصوصا بعد ظهور معظم اطلاقات الوصیۃ فیہا بمعنی
العهد الذی یعهد الموصی فعله بعد وفاته بامر ونحوہ لاما یشتمل
محل البحث پہر اور ایک مقام مین فرمایا ہے نعم قد تصح الوصیۃ بذلک علی
معنی العهد ای یامر بوقفه بعد وفاته مثلا پہر ضمن مین کلام کے
ایجاب مین فرمایا ہے نعم ینبغی ان یظهر ارادۃ انشاء التملیك فیه بذلك
ولو بقرینة حالیة لا الوصیة العهدیة الخارجة عن محل البحث
اور بحث اعتبار قبول موصی له مین لکہا ہے نعم قد یقوی کون الوصیۃ
للفقراء او الجهة غیر ما نحن فیه من الوصیۃ التملیکیة بل من
الوصیۃ العهدیة بالصرف پہر بعد چند سطور کے فرمایا ہے فلا ریب فی
مثل ذلك لخروجه عن الوصیۃ التملیکیة ودخوله فی الوصیۃ
العهدیة الخارجة عن محل البحث اور مقام وصیت حرمان مین
لکہا ہے ولا یعتبر فی الوصیۃ قصد الوصیۃ بها کما لا یعتبر
فیها سوی العهد بما اراده اور وصیت للمعدوم تبعا للموجود مین
فرمایا ہے اما الوصیۃ العهدیة التی لم یقصد الموصی انشاء
تملیك فیها فلا اجد مانعا من صحتها للمعدوم اور صحت وصیت
بالحمل مین لکہا ہے بل ظاهرهم عدم الفرق فی الوصیۃ المذکورۃ

بین العہدیۃ والتملیکیۃ اور بحث تصرفات مریض مین بعد نقل عبارت
مسالک جو سابق مین منقول ہوئے لکہا ہے وفیہ مالا یخفے ضرورۃ انہ لا
وجہ لانکار اطلاق اسم الوصیۃ العہدیۃ علی ذلک وان انتفی عنہا
اسم الوصیۃ التملیکیۃ کما کشفنا عن ذلک فی اول الکتاب اور
تناول معنی عہد کا معنے تملیک کو غیر واضح ہے بلکہ عدم تناول اوضح ہے
اور عبارات متضمنہ ذکر وصیّت تملیکیہ اور وصیّت عہدیہ پر جواہر الکلام
کے بہی ظاہر ہین تقابل اور تغایر مین کما یومی الیہ قولہ بل الوصیۃ
بمعنے التملیک الصق بہذا المعنی یعنی العہد من الاول کما ہو واضح
بلکہ قول او کا دعوی صدق الوصیۃ علی الایجاب وحدہ علی
وجہ یشمل ما نحن فیہ واضحۃ المنع خصوصًا بعد ظہور معظم
اطلاقات الوصیۃ فیہا بمعنے العہد الذی یعہد الموصی فعلہ بعد
وفاتہ بامر ونحوہ لا ما یشمل محل البحث صریح یا قریب اوسکے ہی نزدیک
مسائل کے اور مؤید اسکے یہہ ہی ہے کہ وقوع ایجاب مین بلفظ امر مثل
اعطوا زیدا کذا شرط کرتے ہین عدم قصد امر کما یلوح من الجواہر
حیث قید اطلاق قول الماتن بوقوع الایجاب بمثل قولنا اعطوا
فلانا کذا بقولہ مریدا بہ انشاء التملیک لا الامر بالاعطاء اور اس
مقام سے پیدا ہوتی ہے اشکال عظیم تناول اطلاقات مین واسطے تملیک کے
پس یا اقتصار کیا جاوے شرعیت اور صحت وصیّت تملیک مین ساتہ
ساتہہ اجماع اور ادلہ عقود کے اور اجرای احکام وصیّت مین اوسپر ساتہہ

اجماع منعقد کے الحاق تصرفات منجزہ پر وصیت کے یا وہ حمل کرین تملیک کو
عہد مین اس بنا پر کہ تملیک بعینہ امر ہے ورثہ کو ساتہہ تسلیم کے یا ترک
اعتراض کے یا موصی لہ کو بقبض و تصرف و علی کل حال فالتملیک بمعنی زیادۃ
لکن محذور اسمین یہہ ہے کہ اگر مراد دلالت تملیک سے امر تسلیم و اشباہ
ذلک پر عقلاً یا لفظاً ولو التزاماً اور صدق امر تملیک پر فی الجملہ باعتبار
مذکور ہے کما فی قولھم الامر بالشیٔ امر بما لا یتم الا بہ پس مسلم ہے لیکن
یہہ اطلاق مجازی ہے پس غایۃ امر یہہ ہے کہ وصیت بھی مجازاً تملیک پر
صادق ہو اور اسمین کلام نہین ہے لیکن کفایۃ اسکے ثبوت احکام مین
مشکل ہے بلکہ عدم کفایۃ معلوم ہے اور اگر مراد یہہ ہے کہ امر تسلیم لفظ
سے مقصود ہوتا ہے موصی کو ساتہہ قصد انشاء تملیک کے تو کلام
اسمین ظاہر ہے اس لیے کہ اگر یہہ تسلیم کر بھی لیا جاوے کہ قصد امر کا
ساتہہ قصد انشاء تملیک کے لفظ سے ہو سکتا ہے اور ایک دوسرے کے منافی
نہین ہے مثل قصد قرآن اور قصد دعا کے یا بطریق کنایات کے اور
اعتبار عدم قصد امر بالاعطا کو حمل کرین ارادہ قصد امر تملیک پر یا عدم
اکتفا پر ساتہہ قصد امر کے بسبب لزوم قصد امر تسلیم و ما یشاکلہ کو
تملیکات مین عادۃ او شرعاً ممنوع ہے جداً وقد وقع خرط القتاد
اللھم الا ان یقال لا یعتبر عرفاً و شرعاً فی ما یعھد الموصی
فعلہ بعد وفاتہ قصدہ من اللفظ بل یکفی دلالۃ اللفظ علیہ
فی الجملۃ مع عدم قصد ما ینافیہ فی الغایۃ فتامل جیداً فی المقام

فانه لعله یلیق به بہر کیف ظاہر یہ ہے کہ اطلاق خصوص تملیک پر
یا مجازی ہے یا اصطلاح بعض یا اکثر فقہا کی ہے جسطرح تخصیص وصیت
بالولایۃ کے ساتھہ اسم وصایۃ کے اصطلاح شہید کی ہے اور ظاہر الحجر
ہے جیساکہ ظاہر اس فرض مین اختصاص اوسکا ہے ساتھہ نفس لفظ
وصیت کے دون سائر تصاریفہا اور اس صورت مین پس متعین ہے
حمل تعریف کا ارادہ معنی مصطلح پر اور قول افکا الوصیۃ شرعًا
تملیک عین الخ ظاہر امراد اوس سے یہہ ہے کہ وصیت باعتبار شرائط
شرعیہ کے تملیک خاص ہے نہ یہ کہ وصیت حقیقت شرعیہ ہے معنی مذکور
مین یا عرفیہ زبان شارع ہے اسوجہ سے کہ اصل ثبوت حقائق شرعیہ
معرکۂ عظیمہ ہے اصحاب مین اور بتقدیر ثبوت فی الجملہ بیع وغیرہ مین معاملات
سے ثابت نہین ہے اتفاقًا کما صرح به بحر العلوم فی مصابیحه چہ جاے
لفظ وصیت اور عرف شارع منکشف ہوتا ہے عرف متشرعہ سے کما تقرر
فی الاصول اور عرف مین وصیت حقیقت ہے عہد مین کما اتضح اور مؤید
ہے اسکے ظہور معظم اطلاقات وصیت کا اخبار مین معنی عہد مین کما ذکرہ
فی الجواہر اور باوصف ایسے وضوح فساد کے نہایت بعید ہے ارادہ
کرنا علماء اعلام کا اس مضمون کو پس لازم ہے حمل معنی مذکور یا اوسکا مثل پر
واللہ العالم مقدمہ تیسرا وصیت تملیک مین لابد ہے صیغہ
اور اشتمال اوسکا ایجاب و قبول پر فی الجملہ اور لابد ہے ایجاب مین لفظ
دال تملیک بعد الوفاۃ پر اسیطرح مثل اسکے کہ کہے اوصیت له بکذا

مقدمہ تیسرا

یا کہے لفلان کذا بعد وفاتی یا کہے اعطوا فلانا کذا بعد وفاتی
اور قصد انشاء تملیک پس اگر لاغیا یا لاہیا کہے کافی نہوگا وکذا لو قال
قاصدا به الاخبار او الاقرار او غیرهما لکن اگر لفظ صریح یا ظاہر ہو
ارادہ تملیک مین اور انتفاء قصد یا قصد غیر معنی متنبا در القرینہ معلوم
نہو تو بحسب ظاہر حکم بانشاء وصیت اوسپر کیا جاویگا صونا الفعل العاقل
عن اللغو فی الاول وعملا بظاہر اللفظ فی الثانی اور اگر مجمل ہو
یا ظاہر ہو غیر وصیت مین اور قرینہ نہو تو حکم اوسپر عقد وصیت کا
ظاہرا جاری نہوگا پس معلوم ہوا کہ اکثر فقہا نے جو حکم کیا ہے تملیک
مین وقوع ایجاب کا لفظ صریح کے ساتھ علی الاطلاق اور غیر صریح مین
مقید کیا ہے بقید قصد تملیک مراد اونکی وقوع ظاہری ہے ورنہ
فرق نہین ہے عدم وقوع مین ساتھ انتفاء قصد کے نفس الامر مین
درمیان لفظ صریح اور غیر صریح کے اور لابد ہے دلالت لفظ مین
معتبر ہونا اوسکا نزدیک اہل عرف کے اور مناط اسکا استعمال لفظ ہے
طریق متعارف پر اور صلاحیت اوسکی حقیقۃً یا مجازاً او اسطے ارادہ
معنے مقصود کے اور سوا اسکے اور کوئی امر شرط نہین ہے اون امور
مین سے جو عقود لازمہ کے ایجاب مین شرط ہین نہ عربی ہونا اور نہ ماضی
ہونا صیغہ کا اور نہ صریح ہونا ارادہ تملیک مین اور نہ مستقل ہونا
دلالت مین بلکہ کافی ہے ہر لفظ جس لغت کی ہو کما صرح بہ العلامۃ
فی التحریر اور ہر ایک عبارت اگرچہ صیغہ امر ہو یا جملہ اسمیہ او مطلق دلالت

اگرچہ بقرینہ حالیہ ہو کما نصّ علیہ المتبحر المحقق فی جواہر الکلام قال و علی
کلّ حال فالایجاب کل لفظ من کلّ لغۃ دلّ علی ذلک القصد وضعا
او بقرینۃ ولو حالیۃ ثمّ قال بعد کلام نعم ینبغی ان یظہر ارادۃ
انشاء التملیک بذلک ولو بقرینۃ حالیۃ اور قبول وسیع ہے ایجاب سے
حتی کہ اسمین لفظ بہی معتبر نہین ہے بلکہ دلالت رضا پر مطلقا کافی ہے
دال لفظ ہو خواہ غیر لفظ و ہو موضع وفاق بین الاصحاب اور یہہ حکم
مختص ساتہہ وصیت کے نہین ہے بلکہ جمیع عقود جائزہ مین شامل و بیعت
اور عاریۃ وغیرہ کے بہی جاری ہے ہان ایجاب کا کل مین لفظ ہونا ہے
مجرد فعل دال ایجاب پر کسی مین کافی نہین ہے کذا ذکرہ الاصحاب
اور مراد اس سے جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے اونکے کلام سے اور تصریح کی ہے
بعض نے یہہ ہے کہ عقد بدون ایجاب کے لفظاً اور قبول کے لفظاً یا
فعلاً متحقق نہین ہوتا ہے یہہ کہ ایجاب فعلاً مشروع نہین ہے ورنہ
مشروعیت ایجاب فعلی کے جمیع عقود جائزہ مین واضح ہے بلکہ جب
معاطاۃ بیع اور اجارہ وغیرہ مین جائز ہے حالانکہ یہہ عقود لازمہ سے
ہین تو وصیت اور عاریہ اور ودیعت وغیرہ مین جواز اسکا بدرجۂ اولیٰ
ہوگا البتہ بدون ایجاب لفظی کے یہان بہی عقد کا تحقق نہین ہوتا ہے
جسطرح سے معاطاۃ بیع وغیرہ مین کافی تحقق عقد مین نہین ہے لکن فی
نفسہ مشروع ہے پس ایجاب فعلی عقود جائزہ مین نظیر معاطاۃ کا ہے
عقود لازمہ مین اگر فرق ہے تو اتنا ہے کہ عقود لازمہ مین عقد مفید لزوم

ہوتا ہے اور معاطاۃ مفید لزوم نہیں ہے اور یہاں عقد اور معاطاۃ
میں کچھ فرق نہیں ہے اسلیئے کہ جواز مشترک دونوں میں ہے لیکن یہ امر
مانع مشروعیت کا نہیں ہو سکتا ہے کما ھو واضح وقد صرح بذلك
کله فی جواہر الکلام من شاء فلیرجع الیه اور مقارنت ایجاب و قبول
میں یہاں اتفاقا معتبر نہیں ہے جیسا کہ تصریح کی ہے مسالک میں پس
اگر مر جاوے موصی له قبل قبول کے قائم مقام اوسکا وارث ہوگا قبول
کرنے میں اور رد کرنے میں خواہ انتقال ہو موصی له کا بعد وفات
موصی کے یا قبل اوسکے بشرطیکہ موصی رجوع نکرے وصیت میں بنابر
مشہور کے علی ما صرح به الفاضل وغیرہ قال فی التذکرۃ المشہور
بین العلماء ان الموصی اذا مات بعد ذلك قبل رجوعه عن الوصیة
فان الوصیة ینتقل الی ورثة الموصی له وینتقل القبول الیهم وبه
قال الحسن البصری وفی المسالك اذا مات الموصی له قبل القبول
سواء مات فی حیوۃ الموصی ام بعد وفاته ولم یکن الموصی قد رجع
فی وصیته فالمشهور بین الاصحاب ان وارث الموصی له یقوم مقامه
فی القبول وینتقل الیه الملك کما کان لمورثه علی تقدیر قبوله
وقال فی الجواهر وکیف کان فلو مات الموصی له قبل القبول قام
وارثه مقامه فی قبول الوصیة وردها سواء کان فی حیوۃ الموصی
او بعد وفاته علی المشهور بین الاصحاب نقلا وتحصیلا بلکہ نقل
کیا گیا ہے کشف الرموز سے دعوی انعقاد عمل اصحاب کا اس قول پر بلکہ

جواہر مین ہے کہ خلاف اسکا صورت ثانیہ مین محقق نہین ہے اگرچہ منقول ہے بلکہ پہلی صورت مین بہی ثابت نہین ہے اگرچہ نقل کیا گیا ہو اس صورت مین یا مطلقا ابو علی اسکافی سے بطلان وصیت اور دلیل اسپر یہہ ہے کہ وصیت ساتہہ قبول وارث موصی لہ کے مندرج ہے اطلاق ادلہ وصیت اور ادلہ دالہ مین وجوب نفاذ اور عدم جواز تبدیل و تغییر وصیت کے اور روایت محمد بن قیس ثقہ کی جسکو محمدین ثلثہ نے بطریق صحیح اور حسن کالصحیح روایت کیا ہے اونسے اور اونسے امام محمد باقر علیہ السلام سے قال قضی امیر المؤمنین ع فی رجل اوصی لآخر والموصی لہ غائب فتوفی الموصی لہ قبل الموصی قال الوصیۃ لوارث الذی اوصی لہ قال من اوصی لاحد شاهدًا کان او غائبًا فتوفی الموصی لہ قبل الموصی فالوصیۃ لوارث الذی اوصی لہ الا ان یرجع فی وصیتہ قبل موتہ یعنے حکم دیا جناب امیر ع نے اس صورت مین کہ ایک شخص وصیت کرے دوسرے شخص کے لیئے اور موصی لہ حاضر نہو اور مر جاوے قبل موصی کے یہہ کہ قبول کرنا وصیت کا واسطے وارث موصی لہ کے ہے پہر فرمایا جو شخص وصیت کرے کسیکے لیئے حاضر ہو یا غائب اور مر جاوے موصی لہ قبل موصی کے پس حق قبول وصیت ثابت ہے واسطے وارث موصی لہ کے مگر یہ کہ رجوع کی ہو موصی نے وصیت مین قبل مرنیکے اور معاضد اور موید اسکا علاوہ شہرت اور عدم الخلاف کے خبر ساباطی بہی ہے قال سئلتہ

ابا جعفر ع عن رجل اوصی لی وامرنی ان اعطی عماله فی کل سنة
شیئا فمات العم فکتب اعطه ورثته یعنی مینے سوال کیا امام محمد
باقر علیه السلام سے کہ ایک شخص نے مجہسے یہہ وصیت کی کہ ہر سال مین
کچہہ اوسکے چچا کو دیا کرون اور چچا اوسکا مر گیا پس لکہا حضرت نے جواب
مین ورثہ کو اوسکے دے یعنی ورثہ کو چچا کے بقرینہ قرب ضمیر سے اور
صحیحہ مثنی قال سئلت عن رجل اوصی بوصیة فمات قبل ان
یقبضها ولم یترك عقبا قال اطلب له وارثا او مولی فادفعها
له قلت فانی لم اعلم له ولیا قال اجهد علی ان تقدر علی ولی
فان لم تجده وعلم الله فیك الجهد فتصدق بها یعنی پوچہا
مینے کہ ایک شخص کیلئے وصیت کی گئی اور وہ مر گیا قبل قبضہ کرنیکے اور وارث
کوئی نہین چہوڑا فرمایا تلاش کر اوسکے لیئے وارث یا مولی اور اوسکو
دے مال وصیت مینے کہا مین نہین جانتا ہون اوسکے لیئے وارث
فرمایا کوشش کر یہانتک کہ وارث اوسکا ملے پس اگر کوشش پر بہی نہ ملے
اور خدا تیری کوشش کو جانے تو تصدق کر اور یہہ حدیث یعنی
صحیحہ محمد بن قیس اگرچہ وارث وصی لہ پہلے صورت مین صراحتہ لیکن محل خلاف
بہی وہی ہے بحکم فقہا یہہ کہ یہان خلاف ثابت نہین ہے
اور تذکرۃ الفقہا مین اسی سے استدلال کی ہے اس طور سے بہی کہ قبول حق ہے
موصی لہ کا اور حقوق منتقل ہوتے ہین طرف ورثہ کے پس حق قبول
بہی ثابت ہوگا واسطے وارث کے مثل حق شفعہ اور خیار عیب وغیرہ کے

معہذا نقل کیا ہے ابن جنید سے بطلان وصیت کو پہلی صورت مین اور کہا ہے
لا باس بہ اور مختلف مین اختیار کیا ہے بطلان کو علامہ حکی عنہ فی جامع
المقاصد اور ظاہر ہوتا ہے میلان شہید ثانی کا بہی طرف اسکے مسالک مین
بسبب اشتراک محمد بن قیس کے ثقہ اور ضعیف مین پس نہ باقی رہیگی روایت
اونکی جو عمدہ ہے حکم مین صلاحیت بانفراد ہا واسطے استناد کے اور امکان منع
انتقال حق کے مطلقا اور اس نظر سے کہ اغراض وصیت مین مختلف ہوتے
ہین ساتھہ اختلاف اشخاص کے پس کبہی ہوتی ہے موصی کو کوئی غرض تخصیص
میت مین کہ وہ اوسکے وارث مین نہین ہوتی اور اس سبب سے کہ وصیت
عقد ہے محتاج طرفین ایجاب و قبول کے متعاقدین سے پس لازم ہے بطلان
بسبب موت موصی لہ کے جسطرح باطل ہوتی ہے بیع مثلا ساتھہ موت مشتری
کے اور اس سبب سے کہ وصیت عطیہ ہے بعد موت موصی کے پس اگر
فرض کیجاوے موت موصی لہ کی قبل موصی کے تو مصادف ہوگا عطیہ معطی کو
حال الموت مین صحیح نہوگا جسطرح جیسے کہ اگر ہبہ کرے میت کو اور اس
سبب سے کہ ورثہ کو یا حاصل ہوگی ملک موصی لہ سے تو یہہ باطل ہے اسلیے
کہ مال ملک مین اوسکے نہین داخل ہوتا ہے مگر بسبب وفات اور قبول کے اور
یہہ دونون امر حاصل نہین ہوے یا حاصل ہوگی موصی سے تو یہہ بہی صحیح
نہین ہے لعدم قصدہم بالوصیۃ علاوہ اسکے صحیحہ محمد بن مسلم اور ابو
بصیر مین ہے سئل ابو عبد اللہ ع عن رجل اوصی لرجل فمات
الموصی لہ قبل الموصی قال لیس بشئ اور موثقہ منصور بن حازم مین ہے

قال سئلته عن رجل اوصی لرجل بوصیته فان حدث به حدث
فمات الموصی له قبل الموصی قال لیس بشئ یعنے سوال کیا مین نے امام جعفر
صادق علیہ السلام سے کہ ایک شخص نے وصیت کی دوسرے شخص کے لیئے
اگر گذرے اوسپر حادثہ پس مرجاوے موصی لہ قبل موصی کے فرمایا کچھ
چیز نہین ہے یعنی وصیت لکن تضعیف روایت محمد بن قیس بعد قیام
قرائن کے اس امر پر کہ یہہ شخص وہی محمد بن قیس ہے جو ثقہ ہین جیسا ذکرہ
بعض الاعلام اور انجبار قصور سند کے شہرۃ عظیمہ محققہ سے اور محکی عدم
الخلاف سے واضح الضعف ہے باقی وجوہ اعتبار یہ بعد ورود نص
جامع لشرائط الحجیہ کے اجتہاد ہے مقابل مین نص کے اور صحیحہ محمد بن مسلم
اور موثقہ منصور بن حازم مجمل ہے اسوجہ سے کہ محتمل یہہ بھی ہے کہ مراد لیس
بشئ سے یہہ ہو کہ موت کوئی چیز نہین ہے کہ باطل کرے وصیت کو
بلکہ یہی احتمال ظاہر ہے بقرینہ تذکیر ضمیر کے فکانت لنا لا علینا علاوہ
اسکے قاصر ہین معارضہ سے روایت محمد بن قیس کی بسبب اوسکے اعتضاد
کے ساتھہ شہرت عظیمہ کے اور مخالفہ عامہ عمیا کی کہ مشہور اونمین بطلان
وصیت ہے پس متعین ہے حمل ان دونون روایتونکا تقیہ پر اور اجمال
جواب مین بھی شاہد اسکا ہے پس اصح قول اوّل ہے اور اس مسئلہ مین دو قول
اور ہین ایک یہہ کہ اگر مرے موصی لہ حیات موصی مین تو وصیت باطل
ہوگی ورنہ قائم ہوگا وارث مقام مورث مین نقل کیا ہے اسکو سیوری نے
فتاوی محقق سے اور دوسرا یہہ ہے کہ اگر علم تعلق غرض موصی کا ساتھہ موصی لہ کے خاصۃً

حاصل ہو تو وصیت باطل ہوگی والا وارث قائم مقام ہوگا اور اسکو ظاہرا
اختیار کیا ہے تنقیح مین لکن ضعف دونون کا واضح ہے بیان سابق سے
اور اگر وارث بہی مرجاوے قبل قبول کے ظاہر یہہ ہے کہ وارث اوسکا
قائم مقام اوسکے ہوگا لاطلاق النص باقی رہے اس بحث مین دو امر
لائق بیان ایک یہہ کہ اکثر اصحاب نے حکم کیا ہے ساتہہ اعتبار قبول کے
وصیت مین بقول طلق اور ظاہر اسکا یہہ ہے کہ شرطیت قبول مین فرق
نہین ہے درمیان اسکے کہ وصیت واسطے محصور کے ہو یا واسطے غیر
محصور کے مثل فقرا اور بنی ہاشم کے یا واسطے جہتہ عامہ کے مانند مساجد اور
مدارس اور قناطر وغیرہ کے لکن قواعد اور لمعہ اور جامع المقاصد اور مسالک
اور روضہ اور تذکرہ اور تحریر اور مختلف اور ایضاح اور دروس اور تنقیح
اور ایضاح النافع اور کفایہ مین یہہ ہے کہ اگر وصیت واسطے غیر معین کے
ہو یا واسطے جہتہ عامہ کے تو مال منتقل ہو جاتا ہے بمجرد موت موصی کے
اور حاجت قبول کی نہین ہے اور اسمین کوئی اشکال نہین ہے بنا برا
قول کے کہ وصیت واسطے غیر محصور یا واسطے جہتہ عامہ کے وصیت تملیک
نہین ہے اسوجہ سے کہ کوئی مقتضی اعتبار قبول کا اس تقدیر پر نہین ہے
لانتفاء التملیك اور اوامر انفاذ وصیت کے باطلاقہا شامل ہین
ان وصایا کو بسبب صدق وصیت کے عرفا پس واجب ہوگا صرف
مال موصی بہ کا مصارف معینہ مین اوسکے لقیام المقتضی وعدم المانع
اور یہہ کافی ہے خروج مین اصل عدم انتقال سے فان الاصل لا یعارض

دلیلا ولو کان من الظواھر اور منع صدق اسم وصیت فرض ہین یا وسوسہ تناول اطلاقات مین اس نظر سے کہ اطلاقات مسوق نہین ہین اسکے لیئے پس کما یظھر من کلام السید فی الریاض باوصف اسکے کہ اونکے معاصر علامہ جواہر نے ضعیف جانا ہے اوسکو اور فی الحقیقت تضعیف اونکی بہ نسبت وجہ اول یعنی منع صدق اسم وصیت کے بجا نہین ہے کما اتضح بما مرّ مضر نہین ہے اس لیئے کہ اگرچہ بالفرض اسم وصیت شامل اور اطلاقات اوسکے انفاذ کے متناول ان صور تو ان کو نہون لکن محقق اور علامہ نے داخل کیا ہے ان سبکو تصرفات موجلہ مین کما ھو ظاہر کلام الاول وصریح الثانی فتناولھا اطلاق معاقد الاجماعات المنقولۃ خصوصًا فی کلامھما علی کونھا کالوصیۃ فی وجوب اخراجھا من الثلث اور وسوسہ یہان تناول اطلاق مین بعد تصریح کرنے جمع کثیر کے اصحاب سے ساتھہ عدم اعتبار قبول کے صور مفروضہ مین خصوصًا جبکہ انہین وہ بھی ہین جنہون نے نقل کیا ہے اجماع کو ملحق ہے ساتھہ امر اعنی کے فلاحظ وتامل جیدًا فانہ جید جدًا اور بنابر قول ثانی عدم اعتبار قبول مشکل ہے اس نظر سے کہ شریعت مین کوئی سبب اسباب تملیک سے ایسا نہین ہے جو مشتمل ایقاع کے ہو حصول مین جانب واحد سے اور بنظر اصالۃ عدم انتقال وغیرہ کے اصول قطعیہ سے اور اس نظر سے کہ اکثر اصحاب نے تعلیل کی ہے سقوط کو ساتھہ تعذر کے اور ظاہر اونکے کلام سے یہہ ہوتا ہے کہ اگر یہہ علت ہوتی تو

اونکو چاره نہوتا اعتبار قبول مین اور شمول اسکے معدود ہے اجماع مین اشتراط
پر بعد فساد عادت کے بماسیتا اور اعتبار قبول اشکل ہے بنظر سیرت مستمره کے
اوس لحاظ سے کہ قائل صریح ساتھہ اعتبار قبول کے یہان پایا نہین جاتا
اور اس لحاظ سے کہ وصایا اسطور پر جو منقول ہین معصومین عم سے اونسے خلاف اسکا
مستفاد ہوتا ہے جیسا کہ تنبیہ کی ہے اسپر علامہ صاحب جواہر اور علامہ حلی
طاب ثراه نے اشکال کی ہے ایک اور وجہ سے بھی اور اتباع کیا ہے اونکا
اکثر نے اور وہ یہہ ہے کہ قبول کل کا شرط ہو نہین سکتا بسبب تعذر کے
اور اکتفا کرنا قبول بعض پر ترجیح بلا مرجح ہے لکن دفع کیا ہے اسکو تنقیح
اور ریاض وغیرہما مین اسطور سے کہ قبول حاکم قائم مقام جمیع کا یا قبول
ناظر کا اعتبار ممکن ہے بدون تعذر اور لزوم ترجیح بلا مرجح کے فا وجہ
لسقوط رہا سا اگر ضعیف ہے اسوجہ سے کہ تعذر کافی نہین ہے تنزیل
حاکم یا ناظر مین بمنزلہ جمیع کے پس اونکے قبول کا قائم مقام قبول موصی لہم ہونا
مطالب بدلیل ہے اور اسوجہ سے کہ یہہ قول بعض کا وقف مین ہے
یہان کوئی قائل اسکا نہین ہوا جیسا صرح بہ الشہید فی شرح اللمعۃ و المحقق
الثانی فی جامع المقاصد اور وصیت اوسع ہے مجالا وقف سے
ہان ممکن ہے دفع اشکال کا اسطور سے کہ کہا جاوے کہ وصیت للفقرا
شلا تملیک ہے جنس فقیر کی نہ جمیع فقرا کی اور قبول جنس فقیر کا متحقق ہوتا ہے
ساتھہ قبول ہر فرد کے افراد جنس سے پس یہہ نظیر واجب کفائی کی ہے
قیام فعل شخص واحد مین مقام فعل جمیع مین پس ممکن ہے اعتبار قبول

بعض کا نہ بخصوصہ بل باعتبار انہ قبول الجنس لیکن ممکن ہے کہ توجیہ اشکال
مین کہا جاوے کہ قبول جنس کا جسطرح حاصل ہوتا ہے قبول مین ہر فرد
کے اسیطرح رد جنس کا متحقق ہوتا ہے رد مین ہر فرد کے پس اعتبار کرنا
قبول بعض کا اور نہ اعتبار کرنا رد بعض آخر کا ترجیح بلا مرجح ہے مگر یہہ کہ
منع کرین جریان مقدمہ مذکورہ کا رد مین لانہ علم القبول اور تحقیق
یہ ہے کہ اگر معتبر سلب صدق قبول ہو تو رد جنس نہ متحقق ہوگا مگر جب
کوئی فرد افراد جنس مقصود سے قبول نکرے اور اگر مراد صدق سلب بقا
عدم قبول بعض افراد کافی ہوگا تحقق رد جنس مین لان احکام الافراد
مطلقا تثبت للجنس من غیر فرق بین الحکم الوجودی والعدمی
کما تقرر فی محلہ اور حق اول ہے اسلیئے کہ قبول جزء سبب ناقل ہے اور
بطلان رد مین سبب ہے عدم تحقق علۃ تامہ کا پس جب متحقق ہوگا قبول
ولو من بعض الافراد تام ہوگا سبب فلا معنی للبطلان وانہ
لما کان السبب تاما فلا اثر للرد پس اولی تقریر دلیل مین یہہ ہے
کہ کہین قبول جمیع کا متعذر ہے اور قبول بعض کا غیر معتبر ہے اتفاقا
پس ساقط ہوگا قبول مطلقا لکن اہم اور اقدم اس مقام مین بیان
اس امر کا ہے کہ وصیت لغیر المحصور اور وصیت للجہۃ وصیت عہدیہ غیر
تملیکیہ ہے یا وصیت تملیکیہ کلام اکثر اصحاب کا تعرض سے اس مسئلہ کی
خالی ہے اور بحر ذاخر صاحب جواہر نے قول اول کو اختیار فرمایا ہے
قال نعم قد یقوی کون الوصیۃ للفقراء وللجہۃ غیر ما نحن فیہ

من الوصية التمليكية بل هي من الوصية العهدية بالصرف على ذلك خصوصاً الوصية للجهة اور استدلال مین فرمایا ہے ضرورة عدم صحة تمليك الجنس بعقد من العقود المملكة وان قبل الحاكم عنه الا الوقف على اشكال لقصور ادلتها عن ذلك من غير فرق بين البيع والصلح والهبة وغيرها مما اشتمل على العوض اولم يشتمل ولا يقاس التمليك بها على الملك الشرعي الثابت في الزكوة والخمس بل والوقف بناء على القول بحرمة القياس على ان بناء الوقف على تمليك المعدوم بخلاف الوصية مع ان افراد الجنس مختلفة كال الاختلاف ضرورة كونهم حال الوصية غيرهم في الزمن الآخر لصيرورة الفقير غنيا والغني فقيرا بل فيهم من لم يكن موجوداً اصلاً ثم وجد فقيراً وهكذا ولا ريب في عدم ظهور معقدية في ادلة العقود على وجه يقتضي صلاحيتها لنحو هذا التمليك بل لا يبعد بطلان الوصية لو قصد بها التمليك المذكور وعن ذلك ينقدح ان اطلاقات الاصحاب كون الوصية عقداً محتاجاً الى الايجاب والقبول في محله ولا يرد عليهم مثل ذلك لخروجه عن الوصية التمليكية ودخوله في الوصية العهدية الخارجة عن محل البحث خصوصاً الوصية للجهة كالمسجد والقنطرة والمدرسة ونحوها مما هي غير قابلة للتمليك ولم يقصد منها تمليك غيرها من الفقراء ونحوهم فليس حينئذ الا

ارادۃ المصرف اور حاصل کلام کا یہ ہے کہ وصیت لغیر المحصور مثلاً
واسطے فقرا یا صلحا کے اگر داخل ہو وصیت تملیک مین تو یہ تملیک ہوگی
واسطے جنس فقیر کے اور تملیک جنس کی صحیح نہین ہے بالضرورۃ اسلیے کہ اول
عقود مین دلالت معتد بہا وضع پر کسی عقد کے عقود مملکہ سے واسطے تملیک کے
ایسی وجہ پر کہ شامل ہو تملیک جنس کو نہین ہے مگر وقف مین علی اشکال فیہ
لکن قیاس اوسپر اور عقود کا نہین ہو سکتا ہے ضرورۃ بطلان القیاس
وعدم الاولویۃ خصوصاً مع وضوح فرق کے جیسا کہ ما نحن فیہ مین
موجود ہے کیونکہ وقف مبنی ہے تملیک معدوم پر بخلاف وصیت کے
پس جواز تملیک جنس وہان کیونکر مستلزم ہوگا جواز کو یہان اور جب وقف پر
قیاس ہو نہین سکتا حالانکہ عقد ہے تو ملک شرعی قہری جو خمس و زکوۃ مین
جنس مستحق کے لیے ثابت رہتا ہے اوسپر بدرجہ اولی صحیح ہو کا مع ذلک افراد جنس
مین کمال اختلاف ہے کیونکہ فقیر حال الوصیۃ کبھی غنی ہو جاتا ہے عند موت
الموصی اور غنی حال الوصیۃ فقیر ہو جاتا ہے موت موصی تک بلکہ کبھی وقت
وصیت موجود نہین ہوتا ہے اور وقت موت باصفت فقر موجود ہوتا
اور اسمین شک نہین ہے کہ اوسکی عقود دلالت معتد بہا اسپر نہین رکھتے ہین
کہ کوئی اونمین سے شرعاً وضع کیا گیا ہو واسطے افادۂ وجہ مذکور کے
تملیک سے اور صلاحیت رکھتا ہو اس اثر کے ترتب کی بلکہ بعید نہین ہے
بطلان عقد اگر قصد کرے تملیک کا پس واضح ہوا اس سے وصیت
مذکورہ کا خارج ہونا تملیک سے پس باقی رہی وصیت للجہۃ اور نہین احتمال

تملیک واضح ہے بسبب اسکے عدم صلاحیت نفس مسجد اور مشہد اور مدرسہ
وغیرہ کے جہات سے بدیہی ہے اور تملیک فقرا وغیرہم غیر مقصود ہے
پس حصر ہو گیا اسمین کہ امر بصرف اور بیان مصرف ہو وہو المطلوب
اور قول ثانی منقول ہے علامہ اور محقق ثانی وغیرہ سے اور عبارت
قواعد مطابق نقل کی بحسب ظاہر ہے حیث قال ولو کانت الوصیّۃ
لغیر المعیّن کفی فی التملیک الایجاب والموت ولا یتوقف
علی القبول کمن اوصی للفقراء وکذا لو اوصی للمصالح کعمارۃ
مسجد اور محقق ثانی نے جامع المقاصد مین شرح عبارت مسطورہ مین
لکھا ہے وذلک لانّ القبول ھنا متعذر ان اعتبر من جمیعھم
ولیست الوصیّۃ للبعض فیکتفی بقبولہ وقد سبق فی الوقف
قول بقبول الحاکم عنھم وعن المسجد ولم یذکروا مثلہ ھنا
ولعلہ لکون مجال الوصیّۃ اوسع اذ لا یقدح فیھا عدم التنجیز
ولا یشترط صراحۃ الایجاب ولا وقوعہ بالعربیّۃ مع القدرۃ
ولا فوریۃ القبول فلم یستبعد عدم اشتراط القبول فی الموضع المذکور
اور اس عبارت مین کما ہو ظاہر تسلیم ہے تملیک مذکور کے متن مین اور
مثل اسکے ہے دلالت مین عبارت تنقیح کے فانّہ قال بعد ما نقل عن
الفاضل عدم اشتراط القبول ھنا انہ قیل علیہ انّ الحقیقۃ الواحدۃ
لا یختلف باختلاف متعلقاتھا وقد ثبت انّھا للایجاب والقبول
فی حق المعیّن فیکون کذلک فی حق غیر المعیّن بلکہ اس عبارت مین

تصریح اسکی ہے کہ حقیقت وصیت للمعین اور وصیت لغیر المعین کی
ایک ہے ومن المعلوم ان حقیقۃ الاولی تملیک العین او المنفعۃ
فکذا الثانیۃ لکن مراد تملیک نفس جہت نہین ہے اسوجہ سے کہ بعدم
صلاحیت نفس مسجد اور مدرسہ اور شہر وغیرہ کے واسطے تملک کی نہی ہے
اور جو چیز صالح تملیک نہو تجویز اوسکے تملیک کے عقلاء سے بعید ہے اور
ظاہر اسوای بعض شافعیہ کے کوئی قائل بہی اسکا نہین ہوا ہان بعض
شافعیہ سے علماء نے اس قول کو نقل کیا ہے حیث قال ولو قال اردت
بہ تملیک المسجد قال بعضہم ان الوصیۃ لاغیۃ وتحتمل ان
یملک المسجد کما لو وقف علیہ قالہ بعض الشافعیۃ لکن ہمارے
علماء مین سے کسی شخص سے منقول نہین ہوا ہے سوا اسکے قواعد
مین تصریح ہے بطلان کی وصیت للمسجد مین کہ جو ایک فرد ہے افراد
وصیت للجہۃ سے اگر قصد کرے تملیک مسجد کی حیث قال لو اوصی
للمسجد صرف الی مصلحۃ سواء اطلق او عینہ اما لو قصد التملیک
بطل اور تذکرۃ الفقہاء مین وصیت مین واسطے مکان اور دابہ وغیرہ کے
کہ جو مثل وصیت للجہۃ کے ہے عدم صلاحیت مین موصی لہ بحسب الظاہر
کے واسطے تملک کے تصریح بطلان کے موجود ہے تقدیر قصد تملیک پر
چنانچہ پہلی صورت مین لکہا ہے ولو اوصی لدار زید فان قصد
تملیک الدار لم یصح اور دوسرے مقام مین ہے ولو اوصی للدابۃ
واطلق فالاقوی البطلان ایضا لان مفہوم اللفظ المطلق التملک

والدابة لا یتصور فیها ذلک و مطلق اللفظ انما یحمل علی مفہو
بلکہ مراد یہہ ہے کہ وصیت للجہة تملیک ہے مسلمین کی مطلقا یا کسی صنف
خاص کے مثل فقرا اور مساکین وغیرہ کے باجملہ انتفاع جسکا جہة ہو جا
لیا ہے متصور ہو اور اہلیة تملک وہین حاصل ہو لیکن ساتھہ تخصیص
مصرف معین کے جیسا کہ تصریح کی ہے تذکرہ مین حیث قال یصح
الوصیة للمساجد والمشاهد والمدارس والربط واشباه
ذلک من القناطر وغیرها لان ذلک فی الحقیقة وصیة للمسلمین
لکن خصص لجهة معینة جسطرح وصیت واسطے دابہ غیر اور خانہ غیر کے
تملیک ہے مالک دابہ اور مالک مکان کے لیکن ساتھہ تعین مصرف کے
اور اسوقت مین اگرچہ منافقہ ساتھہ عدم صلاحیت موصی لہ کو واسطے
تملک کے متوجہ نہو گا لیکن باقی رہیگی اشکال اسمین کہ قصد موصی وصیت کا
للجہة مین تملیک فقرا یا مسلمین سے متعلق نہین ہوتا ہے پس کیونکر
مصرف [illegible] ہو سکتی ہے وصیت طرف اسکے تا کہ داخل ہو تملیک مین
بلکہ نتیجہ اس حال مین حکم بطلان وصیت ہے اسواسطیکہ جو قصد
بالوصیت ہے تملیک اسکی ہو نہین سکتی بسبب عدم صلاحیت اسکے
اور جسکی تملیک ہو سکتی ہے وہ مقصود بالوصیت نہین ہے جسطرح
کہ اگر وصیت کرے واسطے دابہ غیر یا خانہ غیر کے اور ارادہ کرے
تملیک دابہ یا مکان کا یا اطلاق کرے تو باطل ہوتی ہے وصیت اور
نہین صرف کیجاتی ہے طرف مالک کے اسواسطیکہ علت عدم صرف کی بیان

وہی عدم قصد موصی ہے اور یہ مشترک ہے دونون مین اور تعجب یہہ ہے کہ
علامہ نے تذکرہ مین حکم کیا ہے ساتھہ بطلان وصیت کے اس صورت مین
اور تعلیل کی ہے ساتھہ عدم مقصود موصی کے حیث قال لو اوصی لدابۃ
الغیر فان قصد تملیکها فالوصیۃ باطلۃ لانّها وصیۃ لما یستحیل
ولا یجوز صرف الوصیۃ الی مالکها لانّہ غیر مقصود للموصی لو
اطلق فالاقوی البطلان ایضًا اور حکم کیا ہے بصحت وصیت تذکرہ
فیہ مین اس بنا پر کہ فی الحقیقت یہہ وصیت واسطے فقرا کے یا مسلمین
کے ہے کما سمعت اور اسیطرح وصیت مین واسطے صرف علف دابہ
غیر کے معللا بان المقصود بهذہ الوصیۃ المالک فتامّل بہر ظاہر ہے
کہ وصیت للجہۃ اسوقت مین راجع ہوتی ہے طرف وصیت لغیر المحصور
کے پس متوجہ ہوگا طرف قول تملیک کے او سمین جو کچھہ کہ وارد ہوتا ہے
قول تملیک پر جیسا سمعت عن الجواہر لکن یہہ سب وس وقت
مین ہے جب مراد ہو تملیک نفس کی حقیقۃً جیسا کہ ظاہر ہے لکن تذکرہ
مین بحث قبول مین لکہا ہے تعلیلًا انکے عدم اعتبار قبول کے وصیت
لغیر المعین مین ولان الملک لا یثبت للموصی لهم وانّما یثبت لکل
واحد منهم بالقبض فیقوم قبضہ مقام قبولہ امّا الادمی المعین
فلیست لہ الملک فیعتبر قبولہ اور یہہ کلام جیسا کہ متامل پر پوشیدہ
نہین دال ہے بوجوہ عدیدہ عدم تملیک پر و بالنظر الی ذلک یقوی
فی النفس کون القول بالتملیک ههنا منهم علی ضرب من التاویل

وحینئذٍ فلتتم کلماتهم وتجتمع عباراتهم علی قول واحد ولا أقل من انه مع احتمال ذلک لضعف اثر الخلاف فی المسئلة بہرکیف نصیر طرف اول کے معین ہے پس مندفع ہوے اکثر اشکالات باقی رہا اطلاق کلام بعض دال اشتراط قبول پر لکن وہ قابل تخصیص ہے باوصف امکان منع صدق کے اصطلاحًا اگرچہ عرفًا صادق ہو جیساکہ مقدمہ ثانیہ مین واضح ہوا دوسرا امر لائق بیان یہہ ہے کہ اکثر علمانے ذکر کیاہے کہ اضطرار مین بسبب خرس یا اعتقال لسان کے اشارہ مفہمہ اور کتابت متفرق بقرینہ حالیہ کہ دال ہو ارادہ وصیت پر ایجاب مین کافی ہے چنانچہ علامہ طاب ثراہ نے تحریر مین لکہا ہے ولو عجز عن النطق فاشار بیدہ الی ما یفہم منہ کان ذلک او کتب بخطہ وقرن بہ ما یحکم علیہ جاز اور شہید علیہ الرحمہ نے لمعہ مین لکہا ہے ویکفی فی الایجاب الاشارۃ مع تعذر اللفظ وکذا الکتابۃ بلکہ سید سند نے دعوی کیاہے اسپر اجماع کا قال فی الریاض ویکفی فی الایجاب الاشارۃ وکذا الکتابۃ الدالۃ علی المقصود مع تعذر اللفظ الخرس واعتقال لسان اجماعًا اور ظاہر ان عبارات کا یہہ ہے کہ حالت اختیار اور امکان تلفظ مین اشارہ اور کتابت کافی نہین ہے بلکہ شرح لمعہ مین اسکی تصریح ہے حیث قال ولا تکفیان مع الاختیار ولو شوهد کاتبا اور تعلیل کی ہے اسکی جامع المقاصد مین ساتہہ انتفاء دلیل صحت کے چنانچہ بحث مین اشارہ کے کہاہے اما مع

امکان النّطق فلا یکفی الاشارۃ لانتفاء دلیل الصّحۃ اور مبحث
کتابت مین کہا ہے والاسباب الشّرعیّۃ انّما تثبت بالنّقل من
الشّارع ولا دلیل علی الثّبوت ھنا لکن عبارت نافع سے ظاہر ہوتا
ہے کافی ہونا اشارہ کا مطلقاً اختیار اور اضطرار مین اسوجہ سے کہ
عبارت مین قید اضطرار کی نہین ہے بلکہ فقط اتنا کہا ہے ویکفی
الاشارۃ الدّالّۃ علی المقصود اور اسیطرح مفہوم ہوتا ہے اونکی
عبارت سے کافی ہونا کتابت کا مطلقاً ساتھہ قیام قرینے مراد کے
حیث قال ولا تکفی الکتابۃ ما لم تنضمّ القرینۃ الدّالّۃ علی الارادۃ
اور علامہ نے بھی اسکو اختیار کیا ہے کما حکاہ فی الرّیاض اور
تذکرہ مین استدلال کی اسپر ساتھہ جواز استعمال کنایات لفظیہ سے
ایجاب مین حیث قال لانّ الکتابۃ بمثابۃ کنایات الالفاظ
وقد بیّنا جواز الوصیّۃ بالکنایۃ الّتی لیست صریحۃ فی دلالتہا
علیہا مع القرینۃ اور حاصل یہہ ہے کہ کتابت بمنزلہ کنایات الفاظ
کے ہے اور وصیت ساتھہ کنایۃ غیر صریحہ کے مع القرینہ جائز ہے
جیسا کہ ہمنے بیان کیا پس اسیطرح جائز ہے کتابت مع القرینہ اور
سیّد نے ریاض المسائل مین کہا ہے کہ یہہ قول خالی قوت سے
نہین ہے حیث قال ولا یخلو عن قوّۃ مع قطعیّۃ دلالۃ القرینۃ
علی ارادۃ الوصیّۃ لکن تحقیق مقام مین یہہ ہے کہ اشارہ اور کتابت
عقد وصیّت مین کافی نہین ہے یا مطلقاً یا حالت اختیار مین ورحالت

اضطرار مین کافی ہے باین معنی کہ قائم ہوتا ہے اشارہ اور کتابت لفظ کے مقام مین پس عقد واقع ہوتا ہے اوس سے جسطرح واقع ہوتا ہے لفظ سے اس سبب سے کہ عقد حقیقت ہے لفظ مین اور قائم مقام ہونا غیر لفظ کا مقام لفظ مین خلاف اصل ہے پس محتاج ہوگا دلیل کا اور دلیل اوسپر حالت اختیار مین منتفی اور حالت اضطرار مین علی الظاہر اجماع ہے پس لازم ہوا اقتصار حکم مخالف للاصل مین محل وفاق پر اور معاطات مین مطلقاً کافی ہے من غیر فرق بین الاختیار والاضطرار اس دلیل سے کہ وصیت عرفاً دونون پر صادق ہے پس شامل ہونگے اطلاقات ادلہ وصیت اونکو اور لاحق ہونگے احکام اوسکے اور مؤید اسکے وہ احادیث بھی ہین جنمین یہہ وارد ہوا ہی کہ آدمی وسونا چاہیے تکیہ کر وصیت اوسکی سرہانے اوسکے ہو اسوجہ سے کہ اگر کتابت کافی ترتب آثار وصیت اور اجرای احکام مین نہوتی تو وصیت نامہ کا سرہانے رکھنا لغو اور عبث ہوجاتا پس اگر مراد مفصلین کی یہ ہے کہ اختیار مین اشارہ اور کتابت وصیت مین کافی نہین ہے عقداً اور معاطاتاً تو حق ساتھ علامہ اور صاحب ریاض وغیرہم کے ہے جنہون نے فرق نہین کیا ہے حالت اختیار اور اضطرار مین اسواسطے کہ دعوی عدم کفایت افعال دالہ علی الایجاب مثل اشارہ اور کتابت وغیرہ کے وصیت مین اور جو مثل وصیت کے عقود جائزہ سے ہین واضح الفساد ہے اسلیے کہ سب نے اکتفا کی ہے بیع اور اجارہ اور ہبہ

وغیرہ مین افعال پر مثل اشارہ اور کتابت وغیرہ کے اسی سبب سے کہ عرفاً
بیع اور اجارہ اور ہبہ صادق ہے اون پر اور یہہ علت یعنے صدق
عرفی مشترک ہے کل مین پس ضرور ہے کہ وصیت مین اکتفا کیجاوے
افعال پر جسطرح اکتفا کی گئی ہے اور عقود مین بلکہ بدرجہ اولے اس
وجہ سے کہ اور عقود بہ نسبت وصیت کے سزاوار تر ساتھہ عدم اکتفا کی
ہین کما ھو واضح اور عدم صدق عقد منافی نہین ہے صدق اسم وصیت
اور بیع اور اجارہ اور ہبہ کو اور مدار اجرای احکام اسی پر ہے نہ صدق
عقد پر اور اگر مراد مطلقین کی یہہ ہے کہ عقد کافی ہے مطلقاً تو ظاہر
قول مفصلین ہے سواسطیکہ حالت اختیار مین حصول عقد پر اشارہ
اور کتابت سے کوئی دلیل نہین ہے ھذا کلہ اذا کان مورد
الحکمین واحد لیکن ممکن ہے حمل تفصیل کا ارادہ عقد پر اور صرف اطلاق کا
طرف معاملات کے فیحصل الجمع والتوفیق بین القولین و یرتفع الخلاف
من البین مقدمہ چوتھا مشہور بین الاصحاب یہہ ہے کہ صحت
وصیت مین وجود موصی لہ کا حال الوصیت شرط ہے پس اگر وصیت
کرے واسطے معدوم کے یا میت کے تو باطل ہوگی وصیت بلکہ
ریاض اور جواہر مین ہے کہ حکم خلاف نہین پاتے ہین اسمین بلکہ تذکرہ
اور نہج الحق مین ہے کہ اسپر اجماع علماے اصحاب کا اور سبب اسکے دو ہین
ایک اصل بطلان اور اختصاص ادلہ دالہ علی الصحۃ مخرجہ عن الاصل
ساتھہ اوس فرد کے وصیت سے جو واسطے موجود حال الوصیت کے ہو

پس خارج ہوئی افراد وصیت مین سے حکم اصل سے وہ افراد جنکو
خارج کیا دلیل نے اور باقی رہی وصیت للمعدوم مندرج تحت الاصل
دوسرے انتفاء اہلیت اور قابلیت تملک معدوم مین ضرورۃ کون الملک
من الصفات الوجودیۃ التی لا یقوم بالمعدوم بل لا یتصور قیامہا
فیہ بلکہ مرجع ملک معدوم کا طرف ملک بلا مالک کے ہے یہہ دونون امر
ایک جماعت نے اصحاب سے ذکر کیئے ہین تعلیل بطلان مین لکن اخیر خالی
نظر سے نہین ہے اسوجہ سے کہ انتفاء اہلیت تملک معدوم مین حال
العدم مسلم لکن تملیک وصیت مین تنجیزی نہین ہے جو تملیک معدوم ہے
حال الوصیت تملیک معدوم حال العدم ہو بلکہ معلق ہوتی ہے
موت موصی پر اور ممکن ہے کہ معدوم حال الوصیت موجود ہو عند موت
الموصی پس کیون باطل ہوگی وصیت غایۃ ما فی الباب مشروط ہو صحت
[illegible] وجود بعد الوفاۃ کے جسطرح مشروط ہے حمل مین انفصال
[illegible] کا لکن این ذلک من البطلان مطلقا اور حاصل یہہ ہے
کہ انتفاء اہلیت [illegible] خصوصا قبل ولوج روح کے
[illegible] وصیت [illegible] کذا ہہنا پس اولی اقتصار ہے
تعلیل بطلان مین [illegible] کہ اہلیت تملک وقت انشاء
تملیک شرعا شرط ہے اگرچہ تملیک معلق ہی ہو کما ستسمع مفصلا
فی الجواہر بہر کیف یہہ تعلیل [illegible] اسکا [illegible] کہ مراد وصیت سے
[illegible] خصوص [illegible] اور

سالک اور ریاض کی صریح یا بمنزلہ صریح کے ہے ہیں ففی اولہا
لما کان شرط صحة الوصية للعين ان یکون له اهلية التملك
لامتناع تحقق الملك المقصود منها وبها لا یصح الوصية
للمعدوم وفی ثانیها لما کانت الوصیة تملیک عین او منفعة شرط
کون الموصی له قابلاً للتملک لیتحقق مقتضاها فلا یصح الوصیة
للمعدوم وفی ثالثها مع ان الوصیة کما عرفت تملیک عین او
والمعدوم لیس له اهلیة التملک انتہی
اجماع وغیرہ جو کچھ منقول ہے بطلان پر وہ
تملیک پر پس وصیت بمعنی عہد واسطے معدوم کے
معقد عدم الخلاف اور اجماع منقول ہے بطلان پر جب سے خارج
ہے مجرای اصالۃ بطلان عقد سے اور نہ جاری ہوتا
واضح ہے اس سبب سے کہ وصیت عہدیہ تملیک نہیں ہے جو مشروط
ہو بشرائط تملیک اور اس مقام سے واضح ہوا کہ وصیت عہدیہ
معدوم کے کوئی مقتضی اوسکے بطلان کا اور مانع صحت ہی نہیں ہے
اور نہ کوئی دلیل اوسپر قائم ہے پس اگر آدمی کہے کہ بعد میرے فلاں
چیز دینا جو اولاد پیدا ہو آیندہ زید سے مثلاً تو ظاہر انفاذ اسکا واجب
ہوگا لدخولها فی عمومات انفاذ الوصیة وعدم جواز تبدیلها
اور بعضی صحت کے ہیں اور تصریح کی ہے محقق مدقق ماہر بحر الفقہ الزاخر
جناب شیخ محمد حسن صاحب نجفی نے جواہر الکلام میں حیث قال صاحب

العهدية التي لم يقصد الموصي انشاء تمليك فيها فلا اجد مانعا من
صحتها للمعدوم بمعنى ان يعهد الميت في اعطاء شئ او وقف ونحو
ذلك لمن يتولد من زيد مثلا واطلاقا شتراط الاصحاب الوجود
في موصى له منزل بقرينة تعليلهم وغيره على التمليكية التي هي احد
العقود كما سمعته سابقا بالجملة دعوى بطلان وصیت کا واسطے
معدوم کے مطلقا واضح الفساد ہے بسبب صحت وصیت عہدیہ کے
معدوم کے لیئے ہان وصیت تملیکیہ صحیح نہین بلکہ مطلقا بطلان اسکا
بھی محل کلام ہے بلکہ محقق شیخ علی قائل ہوئے ہین صحت کے بعض صور
مین اور وہ یہہ ہے کہ وصیت اصالۃً واسطے موجود کے ہو اور تبعا
واسطے معدوم کے اس دلیل سے کہ مثل اسکے وقف مین جائز ہے اور
وصیت اوسع ہے مجالا وقف سے پس جواز یہان بدرجہ اولی ہوگا کہا
فی جامع المقاصد واعلم انہ قد سبق فی الوقف جوازہ علی المعدوم
اذا کان تابعا فای مانع من صحۃ الوصیۃ لذلک فاذا اوصی
بثمرۃ بستانہ مثلا خمسین سنۃ لاولاد فلان ومن یتولد لہ
فلا مانع من الصحۃ بل تجویز ذلک فی الوقف یقتضی التجویز ہنا
بطریق اولی لانہ اضیق مجالا من الوصیۃ اگرچہ ضعیف ہے
رد کیا ہے اسکو شہید ثانی نے مسالک مین اور محقق متبحر صاحب جواہر
نے لکن مسالک مین رد کیا ہے اسطرحسے کہ تملیک وقف اور تملیک
وصیت مین فرق ہے تملیک وقف مین ہوتی ہے عین کے بطریق

جنس کے اور نہ یہ صالح ہے واسطے انتقال کے موقوف علیہ موجود سے
طرف معدوم کے بخلاف وصیت کے کہ یہ تملیک عین کی ہے علی وجہ
الاطلاق اگر موصی بہ عین ہو اور مقتضے اطلاق کا یہ ہے کہ موصی لہ کو
جملہ تصرفات اوسمین صحیح ہوں اگرچہ تصرفات ناقلہ ملک بھی ہوں اور
وصیت واسطے معدوم کے منافی اسکے ہے اسواسطے کہ مقتضی ہے
وجوب ابقاء عین کو تاکہ منتقل ہو طرف موصی لہ بالتبع کے اور اگر موصی بہ
منافع ہوں تو امر اوضح ہے اسوجہ سے کہ منافع ہر زمانہ کے جداگانہ ہوتے
ہیں پس ہوگا ہر ایک موجود اور معدوم موصی لہ سے مالک بالاصالت
اپنے زمانہ کے منافع کا لا بالتبعیت بخلاف الوقف لان الملک
یتحقق للموجود فی الاصل ابتداء ومنہ ینتقل الی المعدوم وکان
تابعا لہ اور جواہر الکلام میں کہا ہے کہ تملیک معدوم وقف میں
باین معنی ہے کہ شارع نے گردانا ہے عقد وقف کو برخلاف سایر
عقود کے سبب تملک معدوم کا بعد وجود کے پس وجود اوسکا مثل قبض
کے ایک جز ہے اجزاء علت تامہ سے ثبوت ملک میں نہ یہ کہ معدوم
مالک ہے حال العدم ورنہ وجود کاشف ہوتا تحقق شرکت سے درمیان
موجود اور معدوم کے اول امر سے وھو معلوم البطلان اور کوئی
عقلاً اور شرعاً مانع نہیں ہے اس امر کا کہ شارع ایک عقد کو سبب گردانے
حصول ملک کا واسطے معدوم کے اس طور سے اور اگر شارع وصیت
تملیکیہ کی بھی اس وجہ پر تشریع کرتا تو کچھ مضائقہ نہ تھا لکن تشریع

وصیت کی وجہ مذکور پر ثابت نہین ہوئی ہے بلکہ یہہ ثابت ہے کہ
وصیت تملیکیہ قیاس پر باقی اسباب ملک کے ہے ہبہ اور بیع اور
صلح وغیرہ سے کما لا یخفی علی من لاحظ ادلتہا یہہ لحصول افادہ شریفہ ہے
اس مقام مین ومن شاء الاطلاع علی تمام الکلام فلیرجع الی جواہر الکلام

مقدمہ پانچوان فرق نہین ہے درمیان وصیت
تملیکیہ اور وصیت عہدیہ کے وجوب اخراج مین ثلث متروکات سے
مطلقا اور اصل سے باجازت ورثہ یا در حال فقدان وارث خاص
علی قول یا بشرط ہونے موصی لہ کے واجب مالی مثل زکوۃ اور
حج وغیرہ کے نزدیک اکثر اصحاب کے بلکہ خلاف اسمین نہین ہے
کما صرح بہ العلامۃ فی التذکرۃ بلکہ تحریر الاحکام مین دعوی کیا ہے
اجماع کا قال فی التذکرۃ العطیۃ ضربان موخرۃ بعد الوفاۃ
ومنجزۃ واما الموخرۃ فمثل ان یوصی بعتق او بیع او محاباۃ او
بمال او منفعۃ فان ہذہ لا فرق بین وقوعہا فی حال الصحۃ
والمرض واعتبارہا من الثلث بلا خلاف یعنی عطیہ کی دو
قسمین ہین موخرہ اور منجزہ لیکن موخرہ پس مثل وصیت عتق یا بیع
یا محابات کے یا مال یا منفعت کے ہے اور فرق اسمین
درمیان وقوع کے صحت اور مرض مین اور اعتبار مین ثلث
متروکہ سے نہین ہے بلا خلاف فیہ اور یہہ ظاہر ہے کہ مراد وصیت
بالمال او المنفعۃ سے وصیت تملیکیہ ہے اور وصیت عتق یا بیع

یا محابات وصایای عہدیہ مین پس حاصل کلام یہہ ہوا کہ وصیت
عہدیہ ہو یا تملیکیہ نفاذ مین اوسکے ثلث متروکات مین اختلاف نہین ہے
وهذا هو عين المطلوب في التحرير تصرفات المريض قسمان
مؤجلة ومنجزة فالمؤجله ما علق بالموت كالوصية بالمال
والتدبير وهي ما يخرج من الثلث بالاجماع وكذا لو علق
الصحيح تصرفه بما بعد الوفاة اور اگر یہہ کسیکو توہم ہو کہ وصایا
مذکورہ مین احتمال عہدیۃ کا تعین نہین ہے پس ممکن ہے کہ ارشاد
علامہ کا مبنی ہو اس امر پر کہ یہہ سب اسباب شرعیہ ہین واسطے
ترتب آثار مطلوبہ کے بعد الوفات جیسا کہ نظائر انکے منجزات مین
اسباب شرعیہ ہین جنکو وضع کیا ہے شارع نے واسطے ترتب آثار
مخصوصہ کے حیات مین پس وصیت بالعتق مثلاً عتق معلق ہے
اور وصیت بالبیع بیع معلق اور وصیت بالمحاباۃ محاباۃ معلق
ہے اور نفاذ مین اسکے ثلث مین کوئی کلام نہین ہے لکن این ذلك
من المطلوب پس جواب اسکا یہہ ہے کہ احتمال مذکور غالباً کلام علامہ
مین جاری نہین ہے اسوجہ سے کہ مسئلہ تدبیر مین اختلاف ہے کہ
آیا عتق معلق ہے یا وصیت بالعتق ہے اور علامہ نے اختیار کیا ہے
ثانی کو کما صرح به في كتبه اور ظاہر ہے کہ یہہ نزاع لغوی نہین
ہے بلکہ اس امر مین ہے کہ تدبیر آیا سبب شرعی ہے واسطے حریت
عبد کے بعد الوفاۃ تاکہ عتق معلق ہو نظیر عتق منجز کا یا وصیت ہے

آزاد کرنیکی بعد الوفاۃ اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ مراد وصیت سے
عہد اور امر بالاعتاق ہے نہ عتق معلق ورنہ نزاع ہوگی راجع طرف
نزاع لفظی کے وھو خارج عن داب المحصلین اور مشروع ہونا
بیع معلق اور محابات معلقہ کا ثابت نہیں ہے اور نہ کوئی قائل صریح
اوسکا ہے قال فی الجواھر بل الظاھر اقتصار التملیک فیھا علی
ما کانت نحو الصدقۃ فلو قال بعت ھذا من زید بعد وفاتی
بکذا مثلا بطل لا للتعلیق الذی یمکن دفعہ بانہ ممنوع فی البیع
لا فی الوصیۃ بہ التی مبناھا علی ذلک ولذا جاز فی التملیک
المجانی بل لعدم ما یدل علی صحۃ الوصیۃ علی الوجہ المذکور
بعد ما عرفت من ظھور نصوصھا فی خلاف ذلک فیما کان
بلفظ التملیک ونحوہ فضلا عما کان بلفظ البیع والصلح والاجارۃ
ونحوھا مما لا دلیل علی صحۃ ایجاب الوصیۃ بھا فضلا عن
ملاحظۃ العوض فیھا ومن ذلک لم یصح انشاء الوقف
والرھن وغیرھما مما لا عوض فیہ بالوصیۃ علی وجہ یکون
کالتملیک بان یقول ھو وقف بعد وفاتی علی زید اوھو
رھن بعد وفاتی یعنے ظاہر یہ ہے کہ تملیک وصیت میں
مقصور ہے بلا عوض پر مثل صدقہ کے پس اگر کہے بیع کی مینے
فلاں چیز زید کے ہاتھہ بعد وفات کے اس قیمت پر مثلاً تو باطل
ہوگی وصیت لیکن نہ اس سبب سے کہ مشتمل ہے تعلیق پر اس لیے کہ

تعلیق ممنوع ہے بیع مین نہ وصیت بیع مین جسکا مبنی تعلیق ہے
بلکہ اس سبب سے کہ صحت ایجاب وصیت پر بوجہ مذکور کوئی دلیل
نہین ہے اسلئے کہ نصوص وصیت ظاہر ہے اسکے خلاف مین چند
بلفظ تملیک ہو چہ جائیکہ بلفظ بیع یا صلح یا اجارہ ہو یا مثل انکے اور
جو الفاظ ہین قیام دلیل مین عدم صحت ایجاب وصیت پر اون الفاظ
سے چہ جائیکہ جب ملحوظ عوض بھی ہو اور اسی سبب سے نہین صحیح ہے
انشاء وقف اور رہن وغیرہ جنمین معاوضہ نہین ہے بطریق وصیت
کے اسطرحپر کہ مثل تملیک وصیت کے ہو مثلاً اسطرح کہے کہ یہہ
وقف ہے بعد میرے زید پر یا رہن ہے بعد وفات کے ھذا کلام
رافع مقامہ علاوہ اسکے ثابت معاوضات مین انتقال ہے ہر ایککا
عوض لینے سے طرف مالک آخر کے اور یہہ ما نحن فیہ مین مستحیل ہے
بسبب انتفاء اہلیت تملیک کے میت سے اور مشروع ہونا معاوضات کا
اسطرحپر کہ انتقال کرے احد العوضین طرف شخص ثالث کے ثابت نہین
ہے پس کیونکر احتمال اسکا ہو سکتا ہے کہ کلام علامہ مبنی اسپر ہوگا معہذا
علامہ نے تعریف وصیت مین تذکرہ مین کہا ہے تملیک عین
او منفعۃ بعد الوفاۃ تبرعا باضافۂ قید تبرع اور یہہ قید بیانیہ
واقع ہے جیسا کہ تصریح کی ہے جواہر الکلام مین حیث قال نعم زاد
فیہ فی محکی التذکرۃ والایضاح النافع تبرعا ولعلہ لبیان الواقع
باعتبار ظہور النص والفتوی فی اعتبار المجانیۃ فیہا احترازی

ہے پھر کیف و لیل اسپر ہے وصیت بالبیع نزدیک علامہ کے بیع معلق
علی الوفاۃ نہین ہے ورنہ منقوض ہوجاوے گی حد عکساً کما ھو
واضح اور محقق نے شرایع مین فرمایا ہے القسم الثانی فی تصرفات
المریض وھی نوعان مؤجلہ و منجزہ والمؤجلۃ حکمھا حکم الوصیۃ
اجماعاً وقد سلف وکذلک تصرفات الصحیح اذا قرنت بما بعد
الموت اور علامہ نے قواعد مین اتباع کیا ہے محقق کا اس تعیین تعبیر
مین حیث قال الفصل الثالث فی تصرفات المریض وھی قسمان
منجزۃ و معلقۃ بالموت اما المؤجلۃ فکالوصیۃ بالاجماع فی
اخراجھا من الثلث وکذا تصرفات الصحیح المقترنۃ بالموت
اور ظاہر امراد تصرفات مؤجلہ سے وصایا ہے عہدیۃ متعلقۃ بالمال من
اور مراد وصیت سے تملیکیہ ہے خاصۃ کما یظھر من المسالک حیث
قال وعلی ما استفید من تعریف الوصیۃ بانھا تملیک عین
او منفعۃ تتخلف کثیر من الافراد المعلقۃ علی الموت فیطلق
علیہ التصرفات المؤجلۃ لا الوصیۃ وذلک کالوصیۃ بالعتق
والوقف علی جھۃ عامۃ والوصیۃ بابراء المدیون وغیر ذلک
اور شبہہ متطرقہ عہدیت مندفوع ہے یہان بھی بنحو ما ذکرناہ
ھناک فلا تغفل بلکہ ایک جماعت نے ذکر کیا ہے وجوب عمل عہود
سیئیہ پر مطلقاً بطریق ذکر مسلمات مفروغ عنہا کے قال المحقق
فی الشرایع ویجب العمل بما رسمہ الموصی مالم یکن منافیاً

للمشروع اور مثل اسکے ہے عبارت فاضل خراسانی کی قال فی الکفایۃ
ویجب العمل بما رسمہ الموصی ما لم یخالف الشرع و قال المحقق
الکرباسی فی المنہاج ویجب العمل بما رسمہ الموصی ولا یجوز تبدیلہ
ما لم یکن منافیا للشرع اور رسم لغت مین معنی امر کے ہے جیسا
اہل لغت نے ذکر کیا ہے قال الفیروزابادی فی القاموس رسم
الغیث الدیار عفاہا وابقا اثرہا لاصقا بالارض الی ان
قال ولہ کذا امرہ بہ فارتسم و قال الجوہری فی الصحاح ورسمت
لہ کذا فارتسمہ ای امتثلہ پس حاصل معنی یہہ ہے کہ موصی
جس چیز کا امر کرے اور جو کچھہ کرنے کو کہے عمل اوسپر واجب اور
تغییر اور تبدیل اوسکی حرام اور ناجائز ہے اگر خلاف شرع نہو
قال العلامۃ فی التحریر لا یجوز تغییر شیء مما اوصی بہ المیت
اذا لم یخالف المشروع و قال الصدوق فی المقنع لا یجوز تغییر
الوصیۃ وتبدیلہا اور احتمال ارادہ خصوص تملیک مدفوع ہے
بسبب انتفاء قرینہ تخصیص کے بلکہ ذکر وصیت بالعتق اور وصیت
بالولایہ وغیرہ افراد وصیت عہدیہ سے بعد عبارت مذکورہ کے
بطور تفریع قرینہ عموم ہے بلکہ شہید ثانی نے مسالک مین فرمایا
ہے یہہ حکم واضح ہے اس سبب سے کہ خدا نے امر اسکا کیا ہے
اور تہدید کی ہے اثم کی تبدیل پر بلکہ جواہر الکلام مین یہہ ہے
کہ خلاف و اشکال اس حکم مین نہین ہے حیث قال لا خلاف

ولا اشکال فی ترجیب علی الوصی او الوارث او الحاکم او عدول
المؤمنین او الناس کافۃ لکن علی الکفایۃ العمل بما رسمہ الموصی
بما اوصی بہ بلکہ ممکن ہے تحصیل اجماع کی اسپر تتبع فتاوای صحابہ سے
بلکہ اجماع محصل حاصل ہے قطعًا واسطے تتبع کلمات فقہا کے اور
فتاوای اصحاب کے اگرچہ موارد جزئیہ مین ہو بعد تحقق عدم صدور
حکم کے بنظر خصوص مورد کے اولًا اس وجہ سے کہ اکثر موارد مین کوئی
دلیل خاص قائم نہین ہے جو مستند حکم اوس مورد مین بخصوصہ
ہو سکے ثانیًا بوجہ تعلیل کے بعض موارد مین تصریحًا یا تلویحًا ساتھہ عموم
آیت کے اور تفریع بطلان یا عدم جواز موارد آخری مین عمومات
حرمت تبدیل وصیت پر ثالثًا بسبب قطع بطلان تفصیل کے
افراد عہد میت مین بعد اشتراک صدق وصیت کے عرفًا بلکہ کلمات
اور فتاوای اصحاب ما نحن فیہ مین زائد ہین اوس مقدار سے جو کافی
تحقق اجماع مین ہے بل ھی غیر محصورۃ لا یمکن احصائہا
واستقصائہا کما لا یخفی علی المتتبع اور اجماع اصحاب حجۃ مستقلہ
قطعیہ ہے جیسا کہ مقرر ہوا ہے اصول مین پس اگر سوا اسکے اور کوئی
دلیل نہوتی ما نحن فیہ مین تو یہی کافی تہا اثبات مطلوب مین چہ جائیکہ
جب یہان کتاب اور سنت و اعتبار بہی معاضد اوسکے ہین قال اللہ
تعالی کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیۃ
للوالدین والاقربین بالمعروف حقًا علی المتقین فمن بدلہ بعد

ماسمعہ فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ ان اللہ سمیع علیم
حاصل مضمون یہہ ہے کہ جب ہم لوگون مین سے کسیکی موت آوے
یعنی علامات اوسکے ظاہر ہون اور چھوڑے مال یا مال کثیر اوسپر
واجب ہے کہ وصیت کرے واسطے والدین اور اقارب کے بمقتضے
عدل پس جو بدلیگا اوسکو سنکے ہوگا گناہ تبدیل کا مگر اونپر جو بدلینگے
بتحقیق کہ خدا سامع ہے وصیت کا کہا ھی اور عالم ہے تبدیل
کنندہ کا وجہ دلالت کی یہہ ہے کہ گردانا ہے تبدیل وصیت کو گناہ
اور بعد اسکے فرمایا ہے ان اللہ سمیع علیم اور یہہ مین وعید ہے
مبدل کی جیسا کہ ذکر کیا ہے سیوری نے کنز العرفان مین اور
صاحب کتاب معارج السؤل نے اور جب ہوگی تبدیل گناہ ہوگا
انفاذ واجب وھو المطلوب اور اگر کوئی یہہ کہے کہ دلالت آیت
کی حرمت تبدیل وصیت پر مسلم لکن وصیت شرعاً تملیک عین
یا منفعت ہے بعد الوفات اور حمل الفاظ کا کلام شارع مین
واجب ہے معانی شرعیہ پر پس مستفاد آیت سے نہین ہے
مگر لزوم تملیک اور وجوب وفا بعہد وصیت وھو غیر مطلوب
اور جو مطلوب ہے یعنے وجوب عمل بعہد میت پر مطلقاً دلالت
آیت کی اوسپر ممنوع ہے جواب اسکا یہہ ہے کہ حمل وصیت کا فقط
عہد میت پر یہان متعین ہے تین وجہون سے اول یہہ کہ وصیت
حقیقت ہے عرفاً عہد میت مین کما بینا فی المقدمۃ الثانیۃ

اور یہ اصول مین مقرر ہوا ہے کہ حمل لفظ کا کلام شارع مین واجب ہے
معانی عرفیہ پر جبتک لفظ کے لیے حقیقت شرعیہ ثابت نہو اور وصیت کا
شرعاً حقیقت ہونا تملیک خاص مین ثابت نہین ہے بلکہ خلاف اوسکا
ثابت ہے اور قول بعض فقہا کا الوصیۃ شرعاً تملیک عین یا قول ہے
کما بیناہ هناك ایضاً پس واجب ہوگا حمل ارادہ عہدیہ پر وهو المطلوب
دوسرے تمسک کرنا علما کا قدیماً اور حدیثاً عموم آیت سے وجوب عمل پر
وصایاے عہدیہ مین بغیر نکیر جیسا کہ سابق مین نقل کیا گیا ابن جنید
اسکافی سے مسئلہ تقدیم ولی میت مین وصی پر کہ انہون نے اختیار
کی ہے تقدیم وصی کی اور استدلال کی ہے آیت سے اور کسی نے انکے
اوپر یہ اعتراض نہین کی کہ وصیت آیت مین بمعنی تملیک ہے
پس کیونکر شامل ہوگا عموم محل نزاع کو وغیرہ من نظائر فی کلماتهم
پس اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب کافہ لفظ وصیت سے آیت مین
ارادہ عہدیت سمجھتے ہین اور متفاہم اصحاب حجت ہے کما لا یخفی
تیسرے ذکر کرنا معصوم ع کا آیت کو معرض استشہاد مین حکم پر عہدیات
مین کما فی عدۃ اخبارہ احدها ما رواه ابن مسکان عن ابی
سعید عن ابی عبد اللہ ع قال سئل عن رجل اوصی بحجۃ فجعلها
وصیتہ فی نسمۃ فقال یغرمها وصیتہ فیجعلها فی حجۃ کما اوصی
بہ فان اللہ تبارك وتعالی یقول فمن بدّلہ بعد ما سمعہ
فانما اثمہ علی الذین یبدّلونہ خلاصہ مضمون یہ ہے کہ حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا اس مسئلہ کو کہ ایک
شخص نے وصیت کی حج کی اور وصی نے اوس مال سے غلام آزاد کردیا
پس وصی پر غرامت اوسکی ہوگی یا نہین فرمایا متحمل ہوگا وصی اوسکی
غرامت کا اور صرف کریگا اوسکو حج مین جسطرح وصیت کی ہے
موصی نے تحقیق کہ خداوند عالم فرماتا ہے فمن بدلہ الخ الفقیہ
صحیحہ محمد بن مسلم قال سئلت ابا جعفر ع عن الرجل اوصی
بمالہ فی سبیل اللہ قال اعطہ لمن اوصی لہ بہ وان کان یہودیا
او نصرانیا ان اللہ عز وجل یقول فمن بدلہ بعد ما سمعہ
فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ یعنے سوال کیا مینے امام محمد باقر
علیہ السلام سے کہ ایک شخص نے وصیت کی صرف مال کی راہ خدا
مین فرمایا حضرت نے جس شخص کیواسطے وصیت کی ہے موصی نے
اوسکو دیدے خواہ وہ یہودی ہو خواہ نصرانی تحقیق خداوند عالم
فرماتا ہے فمن بدلہ بعد ما سمعہ الثالث خبر حجاج الخشاب عن ابی
عبد اللہ ع قال سئلتہ عن امرأۃ اوصت الیّ بمال ان یجعل
فی سبیل اللہ فقیل لہا نحج بہ فقالت اجعلہا فی سبیل اللہ
فقالوا لہا فنعطیہ آل محمد قال اجعل فی سبیل اللہ فقال ابو
عبد اللہ ع اجعلہ فی سبیل اللہ کما امرت قلت مربی کیف اجعلہ
قال اجعلہ کما امرتک ان اللہ تبارک وتعالی یقول فمن بدلہ
بعد ما سمعہ فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ ان اللہ سمیع علیم

ارأیتک لو امرتک ان تعطیہ یہودیا کنت تعطیہ نصرانیا یعنے
پوچھا مینے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ ایک عورت نے اپنے
مال مین یہہ وصیت کی کہ راہ خدا مین صرف کیا جاوے پس کہا گیا
موصیہ سے کہ حج کرین ہم اوس مال سے کہا اوسنے راہ خدا مین
صرف کرو کہا لوگون نے اہلبیت رسول کو دین کہا اوسنے راہ خدا
مین صرف کرو پس فرمایا حضرت نے راہ خدا مین صرف کرو جسطرح
موصیہ نے امر کیا ہے عرض کی مینے آپ فرمائے کسطرح مین
اوسکو صرف کرون فرمایا حضرت نے صرف کرو جسطرح موصیہ نے
کہا ہے بتحقیق کہ خداوند عالم فرماتا ہے فمن بدلہ بعد ما سمعہ
الآیہ آیا تیری رائے یہہ ہے کہ اگر وہ تجھکو مامور کرتی یہودی کے دینے پر تو
نصرانی کو تو دے دیتا الرابعۃ موثقۃ یونس ابن یعقوب ان
رجلا کان بہمدان ذکر ان اباہ مات وکان لا یعرف ہذا
الامر فاوصی بوصیۃ عند الموت واوصی ان یعطی شئ فی
سبیل اللہ فسئل عنہ ابو عبد اللہ ع کیف تفعل واخبرناہ
انہ کان لا یعرف ہذا الامر فقال لو ان رجلا اوصی الی ان
اضع فی یہودی او نصرانی لوضعتہ فیہما ان اللہ تبارک و تعالی
یقول فمن بدلہ بعد ما سمعہ فانما اثمہ علی الذین
یبدلونہ فانظروا الی من یخرج الی ہذا الوجہ یعنی بعض
الثغور فابعثوا الیہ خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ ایک شخص ہمدان مین تہا

اوسنے بیان کیا کہ باپ اوسکا مرگیا اور مؤمن نہ تہا اوسنے وصیت
کی از آنجملہ یہہ بہی وصیت کی کہ مال سے اوسکے کچھہ راہ خدا مین دیا جائے
یہہ مسئلہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچہا گیا کہ ہم کیا
کرین اور یہہ بہی ہمنے بیان کردیا کہ وہ مؤمن نہ تہا فرمایا حضرت نے
اگر کوئی شخص مجہسے یہہ کہے کہ مین مال اوسکا یہودی کو دون یا نصرانی کو
تو مین اوہنین دونون کو دون تحقیق کہ خدا فرماتا ہے فمن بدلہ
بعد ما سمعہ الآیہ پس دیکہو جو شخص جاتا ہو اسطرف یعنے بعض
سرحد ہائی اہل اسلام پر اوسکو مال دیہہ والخامس ما رواہ السید
ابن طاؤس فی کتاب غیاث سلطان الوری نقلا من کتاب
الحسین بن سعید بسندہ الی محمد بن مسلم قال سئلت
ابا عبد اللہ عن رجل اوصی بمالہ فی سبیل اللہ قال اعطہ
لمن اوصی لہ وانکان یہودیا او نصرانیا ان اللہ یقول فمن بدلہ
بعد ما سمعہ فانما اثمہ علی الذین یبدلونہ یعنے محمد ابن
مسلم نے پوچہا امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ ایک شخص نے
وصیت کی مال اوسکا صرف کریے کی راہ خدا مین فرمایا حضرت نے
جس شخص کے لیے وصیت کی ہے میت نے اوسکو دے خواہ وہ
یہودی ہو یا نصرانی اسواسطے کہ حقتعالی فرماتا ہے جو شخص تبدیل
کرے وصیت کو گناہ اوسکا تبدیل کرنے والے پر ہے اور اگر یہہ
شبہہ ہو کسیکو اس مقام مین کہ موردان اخبار کا وصیت با لجہاد

وصیت لسبیل اللہ ہے اور عہدیت کسیکی مسلم نہین ہے اسوجہ
سے کہ ممکن ہے اندراج دونون کا وصیت تملیکیہ مین اسطرح
کہ وصیت بالحج کو کہین تملیک ہے اجیر کے مال پر بعوض حج اور
وصیت لسبیل اللہ کو کہین تملیک ہے مسلمین بامر الطعن یا مجاہدین
کی غایۃ الامر تملیک ہوگی ساتھہ تخصیص مصرف کے لیکن یہہ مضر نہین
ہے کما یظہر مما ذکرتہ نقلا عن الفاضل پس جواب اسکا بعد
تنزل اور تسلیم صحۃ تملیک جنس اور تملیک بالعوض وصیت مین
یہہ ہے کہ ارادۂ تملیک مقدر ہے اور وہ صورت مستفسرہ مین
غیر متحقق ہے اس سبب سے کہ احتمال عدم بہی متطرق ہے بلکہ احتمال
عدم ہے پس اطلاق جواب شامل ہوگا دونون صورتون کو
لما تقرر فی الاصول وتحقق عند الفحول من ان ترک
الاستفصال فی حکایۃ الحال مع قیام الاحتمال ینزل منزل
العموم فی المقال وما بعد الحق الا الضلال یہہ تمام کلام
بنا بر تنزل کے ہے ورنہ حق یہہ ہے کہ وصیت للحج اور وصیت
سبیل اللہ کے وصیت عہدیہ ہے اور بقصد تملیک صحیح نہین
ہے اس سبب سے کہ مشروعیت معاوضہ یا تملیک جنس کے
وصیت مین ثابت نہین ہے کما بیناہ سابقا فلیلاحظ ذلک
اور مؤید اسکا یہہ ہے ورود تعبیر بلفظ امر سوال مین وصیت بالحج
اور وصیت بالعتق سے بعض اخبار مین السادۃ سترما رواہ

حسین ابن سعید فی حدیث آخر عن الصادق علیہ السلام
قال قال لو ان رجلا اوصی الی ان اضع فی یہودی او نصرانی
لوضعت فیہم ان اللہ یقول فمن بدلہ بعد ما سمعہ فانما
اثمہ علی الذین یبدلونہ اور مراد واللہ تعلیم یہہ ہے کہ اگر کوئی
مجھکو وصی ورثا اپنا کرے تملیک اور اعطا یہودی یا نصرانی
مین تو ہر آئینہ مین تعمیل اوسکی کرون اور مرجع اسکا طرف تفویض
و تسلیط کے ہے اور وصیت تفویضیہ عہدیہ ہے نہ تملیکیہ کما
ھو واضح اور احتمال دوسرا یہہ ہے کہ اگر کوئی وصیت و تملیک
کرے یہودی کی اور مجھکو وصیت کرے انفاذ وصیت مذکورہ
کی اور ایصال حق کیطرف مستحق کی تو مین اس وصیت پر
عمل کرون لکونہا من الوصیۃ التی رتب اللہ علی من بدلہا
الاثم فی کتابہ پس کلام دال ہوگا اوپر عدم جواز تبدیل و تغییت
بانفاذ الوصیۃ کے اصالۃ و قد عرفت کونہا عہدیۃ لکن خالی
بعد سے نہین ہے لانتفاء ما یدل علی تعدد الوصیۃ فی الفرض
اور احتمال تیسرا یہہ ہے کہ مراد وجوب انفاذ وصیت بالانفاق ہو
کہ وہ عین امضا اصل وصیت ہے اس اعتبار سے کہ امضا اوسکا
واجب ہے ولو فی الجملۃ بنص القران لکن ابعد او غیر الصق بکلام
اور اگر مراد لیا جاوے تو بہی یہہ کہہ سکتے ہین کہ مراد یہودی اور
نصرانی سے ظاہرا جنس ہے والوصیۃ للجنس عہدیۃ لا تملیکیۃ

کما سمعت من الجواهر التصریح بہ اور اگر وصیت شخص کے لئے مراد ہو تو بھی تو دلالت فحوی مین عموم حکم پر کیا کلام ہے آیا کوئی عاقل بھی یہہ تجویز کریگا کہ مقصود صادق ع یہہ ہو کہ اگر کوئی وصیت کرے مجھسے ایک یہودی یا نصرانی کے دینے کی تو مین اوسکو لا محالہ دیدونگا لحرمۃ تبدیل الوصیۃ اور اگر وصیت کرے جنس یہودی یا نصاریٰ کے لئے تو مین کسیکو بھی اونمین سے ندون کہ اسمین وصیت کی تبدیل گو عموم آیت شامل نہین ہے فاندفع ما عسا ان یتوھم من ان الکلام انما یدل علی وجوب انفاذ ھذا الفرد من الوصیۃ العھدیۃ تبعًا لانفاذ الوصیۃ التملیکیۃ التی لا کلام فی وجوب انفاذھا دون باقی الافراد اور مثل ان اخبار کے افادہ اصل حکم مین اور اخبار بھی ہین غیر مشتمل ذکر آیت پر منھا الصحیح عن رجل اوصی رجلا وامرہ ان یعتق عنہ نسمۃ بستمائۃ درھم من ثلثہ فانطلق الوصی واعطی الستمائۃ درھم رجلا یحج بھا عنہ فقال اری ان یغرم الوصی من مالہ ستمائۃ درھم ویجعل الستمائۃ فیما اوصی بہ الموصی یعنے ایک شخص نے اپنا وصی کیا دوسرے شخص کو اور امر کیا اوسکو غلام آزاد کرنے کا چھہ سو درہم سے ثلث متروکہ سے پس وصی گیا اور درہم ایک شخص کو دئے حج کرنیکے لئے موصی کی طرف سے پس فرمایا حضرت نے وصی اپنے مال سے چھہ سو درہم نکالے اور صرف کرے وصیت مین اور یہہ

حدیث شریف جسطرح نص صریح ہے وجوب تعمیل وصیت بالعتق پر اسیطرح صریح ہے اس امر مین کہ وصیت یہان بمعنے امر ہے باعتبار اشتمال کے تعبیر سائل پر وصیت سے بلفظ امر فلا تغفل ومنہا خبر ابی بصیر قال سئلت اباجعفر عن محررۃ کان اعتقہا اخی وقد کانت تخدم الجواری وکانت فی عیالہ فاوصانی ان انفق علیہا من الوسط فقال ان کانت مع الجواری واقامت علیہم فانفق علیہا واتبع وصیتہ یعنے سوال کیا مینے ابوجعفر علیہ السلام سے کہ ایک کنیز بہائی نے میرے آزاد کی تہی وہ خدمت کیا کرتی تہی جواری کی اور اوسکے عیال مین تہی پس اوسنے وصیت کی مجہکو اوسکے انفاق کے ساتہہ توسط کے پس فرمایا حضرت نے اگر رہے ساتہہ جواریکے اور خدمت کرے اونکی تو انفاق اوسکا کر اور اتباع کر اوسکی وصیت کا اور ظاہر ہے اس مقام مین وصیت کا بمعنے امر ہونا اسوجہ سے کہ اوصا سوال مین متعدی ہے طرف مفعول کے بنفسہ اور اس صورت مین وصیت بمعنے امر ہوتی ہے کما صرح بہ جمع من اہل اللغۃ والتفسیر اور ارجاع اسکا طرف تملیک منعق یا منفق علیہا کے تکلف بعید اور تعسف شدید ہے کما لا یخفے ومنہا خبر علی ابن یزید صاحب السابری المنقول فی الفقیہ الی غیر ذلک من الاخبار الکثیرۃ والاثار الشہیرۃ وفیما ذکرناہ

کفایۃ اور اس بیان سے معلوم ہوئی دلالت کتاب و سنت
کے مطلوب پر باقی رہا اعتبار پس بیان اوسکا یہ ہے کہ مقصود
تشریع وصیت سے تدارک مافات ہے حسنات سے حال حیوۃ
مین کما صرح بہ العلامۃ فی التذکرۃ اور تدارک اکثر حسنات کا عقبا
تملیک مین متعذر ہے بسبب قصور ادلہ عقود کے صحت تملیک سے
علی وجہ یمکن بہ تدارک مافات من الحسنات غالبا پس
مناسب ہے نفی اکتفا ساتھہ امر اور عہد کے اور ممکن ہے استدلال
مطلوب پر نفی اکتفا ساتھہ وجوب وصیت کے اوس شخص پر جو
مشغول الذمہ بحقوق اللہ یا بحقوق الناس ہو اسوجہ سے کہ وجوب
وصیت مستلزم ہے وجوب عمل کو اور تتمیم اوسکی ساتھہ عدم القول
بالفصل کے مقدمہ چھٹا اکثر اصحاب نے اعتبار کیا ہی
وصی مین اسلام اگر موصی مسلم ہو بلکہ یہہ مشہور ہے علما مین بلکہ
خلاف اسمین نہین ہے اور مقتضی اسکا یہہ ہے کہ اگر مسلم وصیت
کرے کافر کو تو وصیت باطل ہوگی بلکہ عبارۃ جمع کثیر مین تصریح
اسکی ہے قال العلامۃ فی التذکرۃ یشترط فی وصی المسلم
الاسلام فلا تصح وصیۃ المسلم الی الکافر وقال المحقق
فی الشرایع فلا یجوز وصیۃ المسلم الی الکافر وقال الشہید
الثانی فی الروضۃ فلا تصح الوصیۃ الی کافر وان کان رحما
بل فی الریاض انہ لا خلاف فیہ بل علیہ الاجماع فی الغنیۃ

مقدمہ چھٹا

اور ان عبارات سے کبھی شبہہ یہ ہوتا ہے کہ مال موصی بہ فرض مین منتقل ہوگا طرف ورثہ موصی کے و یکون میراثا بینہم اور منشا شبہہ مذکورہ کا عامی ہے اور خاصی عامی یہ ہے کہ عوام وصیت سوا وصیت مال کے اور بطلان وصیت سے سوا اسکے کہ مال ورثہ کو ملجاوے اور کچھ سمجھتے ہی نہین ہین اور خاصی تین امر ہین ایک یہ کہ قضیہ اطلاق قول بالبطلان کا یہ ہے کہ اگر کوئی اثر آثار وصیت سے مترتب نہوا اور جب کوئی اثر وصیت کا مترتب نہوا مال پر تو لامحالہ ملک ورثہ کی مستقر ہوگی اوسپر لاستحالۃ بقاء الملک بلا مالک اور صحیح ہوگا اونکو تصرف ہر قسم کا اوسمین لعدم المانع دوسرے یہ ہے کہ تبعیض آثار عقد واحد یا سبب واحد مین باین معنے کہ بعض آثار اوسکے مترتب ہون اور بعض نہون بعید ہے بلکہ ممتنع ہے اور عدم ترتب اثر فرض مین فی الجملہ اجماعی ہے پس واجب ہوا عدم ترتب راسا البطلان التبعیض اور تیسرے یہ ہے کہ مال مین تصرف نہین جائز ہے مگر مالک کو یا جو ماذون ہو من قبلہ اور ماذون فرض مین ممنوع ہے شرعا تصرف سے اور سوا اسکے اور کوئی شخص ماذون نہین ہے مالک کیطرف سے اور جب کوئی صرف مال کو وصایا مین نکرسکا تو واقع ہوگی وصیت لاغیہ فیعود میراثا بین الورثہ ہان اگر وصیت تملیکیہ ہوا اور کافر وصی ہوا انفاذ مین

اوسکی تو البتہ میراث جاری ہوگی لانتقالہ الی ملک الموصی لہ بمجرد
قبولہ بعد موت الموصی بنفس الوصیتہ فلا یضر کون الوصی
ممنوعا عن التصرف فیہ بخلاف وصیت عہدیہ کے اسلیئے کہ
انتقال یہان موقوف ہے نقل کرنے پر وصی کے اور تابع ہے
اوسکے تصرف کے صحت کا پس جب نہ صحیح ہوا وصی کو نقل اور
تصرف اور باطل ہوئی اصل تو نہ متحقق ہوگی فرع اور نہ حاصل
ہوگا انتقال لامتناع الانتقال بلا سبب ناقل لکن حق
صریح اور قول صحیح الذی لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ
ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید یہ ہے کہ اگر وصیت
امر مشروع کی ہے اور مصرف موصی لہ خلاف شرع نہیں ہے
اور موصی اور موصی بہ مستجمع شرائط معتبرہ ہے تو وصیت
بال صحیح ہوگی اور امضا اوسکا حاکم شرع کریگا اور میراث مال
مین جاری نہوگی اور ولایت مین یعنے بہ نسبت وصی کے
باطل ہوگی اور اوسکو امضاء وصیت اور امتثال امر موصی کا
جائز نہوگا لکن توضیح مرام اور تنقیح مقام مستدعی ہی تطویل
کلام کو اور مناسب ہے قبل خوض کے تقریر مقصود مین
تنبیہ چند امور پر اول وصیت کی باعتبار موصی بہ کے دو قسمیں
ہین وصیت بالمال اور وصیت بالولایت پہر وصیت بالمال
کبھی تملیکیہ ہوتی ہے اور کبھی عہدیہ بخلاف وصیت بالولایہ کی

کہ عہدیہ ہوتی ہے دائما اور اس سے واضح ہوا کہ وصیت بالمال
اور وصیت عہدیہ مین عموم خصوص من وجہ ہے لاجتماعہما فی الوصیۃ
للفقراء او الجہات العامۃ مثلا و افتراق کل منہما عن الاخر
فی الوصیۃ التملیکیۃ والوصیۃ علی الاطفال کما ہو واضح
ب اثر وصیت بالمال کا انتقال مال ہے طرف ملک غیر کے یا لزوم
مصرف موصی لہ اور محل اوسکا مال ہے اور اثر وصیت بالولایۃ کا
تسلط وصی ہے تصرف پر مال موصی یا مال من لہ الولایۃ علیہ من
اور محل اوسکا وصی ہے کما فی الوکالۃ وقد مر الایماء الی
ذلک فیما مضی ج وصیت تملیکیہ عقد ہے درمیان موصی
اور موصی لہ کے وہما طرفاہا اور وصیت عہدیہ مالین ایقاع
ہے مثل ابراء دیون اور طلاق کے اور معاملات مین یہہ نظیر
ہے نذر و عہد کے عبادات مین کما لا یخفی علی من تامل فی ادلۃ
المقام و کلمات العلماء الاعلام اور وصیت بالولایۃ مترددّ
ہے عقد اور ایقاع مین پس اگر پہونچے رد وصی کی موصی کو
یا قبول کرے وصی کاشف ہوگا یہ وقوع عقد سے من اول
الامر اور اگر مر جاوے موصی قبل بلوغ رد کے لازم ہوگا
وصی کو قیام ساتھہ امضاء وصیت کے فکان موت الموصی
قبل بلوغ الرد الیہ کاشفا عن وقوع الوصیۃ ایقاعا من اول الامر
کذلک اور مشہور نے گردانا ہے اوسکو عقد مطلقا اور عدم بلوغ رد کو

بمنزلۂ قبول کے ہے لاباس بدو کیف ما کان طرفین عقد وصیت بالولایۃ مین موصی اور وصی ہے اور یہہ واضح ہے د وصیت بالمال کبھی ہوتی ہے بدون وصیت بالولایۃ کے کماذا لم یوص الی احد اور اس مقام سے ظاہر ہوا کہ نسبت دونون مین عموم وخصوص من وجہ ہے پائی جاتی ہے اولے بدون ثانیہ کے وصیت مین اوس شخص کی جسنے کسیکو اپنا وصی نکیا ہو اور ثانیہ بدون اولی کے وصیت علی الاطفال مین اور صدق ہوتا ہے دونون کا سعا اگر وصیت کرے شخص خاص کو تفریق مال کی فقرا مین مثلاً فانھا وصیۃ بالمال للفقراء وبالولایۃ لمن اوصی الیہ اور اوسوقت مین ہوگا تغایر دونون مین باعتبار خاصتہ اور مترتب ہونے دونون اثر سابقہ اجتماع شرائط کے دونون جہتون سے اور اعتبار کیا جاویگا صحت اور بطلان وصیت کا ہر ایک جہت سے بقیاس ترتب اور عدم ترتب اثر وصیت کے اوس جہت سے اور کبھی اجتماع ہوتا ہے دونون کا تحققاً لاصدقاً کما فی الوصیۃ بانفاذ الوصیۃ التملیکیۃ کما لایخفی علی المتامل ھ صحت اور بطلان معاملات مین اور انجملہ وصیت ہے عبارت ہی ترتب اثر اور عدم ترتب سے کما بین فی کتب الاصول اور اس مقام سے متبین ہوتا ہے کہ مقتضای عقد بطلان وصیت بالولایۃ ہے بسبب بطلان وصیت بالمال کے اور صحت وصیت

بالمال ہے ساتھہ صحت وصیت بالولایۃ کے خاصۃ اس سبب سے
کہ ولایت وصی کی تابع ہے ولایت موصی کے اور سلطنت
اوسکی فرع ہے اوسکی سلطنت کی پس بطلان اوسکا مستلزم ہوگا
اسکے بطلان کو اور صحت اسکی مستلزم ہوگی اوسکی صحت کو ضرورۃ
ثبوت الاصل مع ثبوت الفرع وعدمہ عند عدم ذلک
لکن عکس اسکا یعنے بطلان وصیت بالمال ساتھہ بطلان وصیت
بالولایۃ کے اور صحت وصیت بالولایۃ ساتھہ صحت وصیت
بالمال کے پس نفس عقد مقتضی اسکو نہیں ہے وھی غیر خفیۃ
علی العقول السلیمۃ والطبایع المستقیمۃ بلکہ مرجع اسمین ادلہ
شرعیہ اور اصول مقررہ ہین پس اگر ادلہ مقتضی ہوئے ثبوت
تلازم کو عمل اوسپر لازم ہوگا والا بنا کیجاویگی اصول پر فافہم
وکن علی بصیرۃ اور جب یہہ معلوم ہوا پس کہتے ہین ہم کہ ما نحن
فیہ مین جمع ہین دو فردین مختلف الاثر وصیت کی ایک وصیت
بالولایۃ یعنے کافر کو نائب اور وصی گردانیا اور نصب کرنا اوسکو
منصب ولایت مین اور تفویض کرنا اوسکو صرف مال کا وصایا
مین اور دوسری وصیت بالمال یعنے معین کرنا مصارف
مخصوصہ کا مال مین اور مختص کردینا ایک مال کو واسطے مصرف
معین کے اور حال ان دونون کا فرض ہین صحت وفسادمین
مختلف ہے پس ہمارے اس مقام مین دو دعوے کیے گئے

وصیت الی الکافر باطل ہے یعنے کوئی اثر اوسکے وصی کرنے پر مترتب
نہین ہوتا ہے اور یہہ محل شک وشبہہ نہین ہے اسلیے کہ اثر وصی
کرنیکا یہہ ہے کہ اوسکو تسلط حاصل ہو مال پر اور امضا کرے وصایا کا
اور یہ اثر وصیت پر یہان غیر مترتب ہے کیونکہ کافر کو قطعا جائز
نہین ہے امضا وصایای مسلم کا اور حاصل نہین ہے تسلط مال پر
اوسکے لانہ هو المتیقن من معقد الاجماع علی البطلان لکون
ذلک من السبیل المنفی علی الکفار بنص القران قال اللہ تعالی
ولن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا وکفی بذلک
فی المقام حجۃ ودلیلا دوسرا یہہ کہ وصیت بالمال یعنی تفویض
مال کی ضمن مین اوسکے جو موصی نے ساتھہ مصرف خاص کے کی
ہے لازم ہے اور مخالفت اوسکی اور جاری کرنا مال مین میراث کا
جائز نہین ہے غایۃ ما فی الباب کافر موصی الیہ متولی انفاذ کا
نہو لکن اور مسلمین سے وجوب امتثال امر موصی ساقط نہین ہے
بلکہ اگر حاکم شرع ہو تو اوسکو واجب ہے صرف کرنا مال کا وصایا
مین اور اگر نہو تو عدول مومنین یا کافۂ ناس پر علی الکفایۃ اور
دلیل اسپر چند امور ہین اول اجماع قطعی عدم بطلان وصیت
مسلم پر بہ نسبت امور مشروعہ کے اگرچہ موصی الیہ جامع شرائط
ولایت نہو یا کافر ہو اور یہ حکم صورت مبحوث عنہا مین اگرچہ مذکور
اور مصرح بہ کلام علما مین نہین ہے لکن بتتبع طریقہ اصحاب کو

معلوم ہے اور بسا ایسا ہوتا ہے کہ مسئلہ غیر معنون ہوتا ہے کلام
اصحاب مین لیکن اتفاق اونکا ایک حکم خاص پر اوس مسئلہ مین معلوم
ہوتا ہے بملاحظہ اقوال وکلمات سے اونکی نظائر مین اوس مسئلہ
کے جیساکہ تصریح فرمائی ہے حجۃ الاسلام آیۃ اللہ فی الانام محقق
نحریر مدقق عدیم النظیر شیخنا ومولانا الورع الثبت المقدس جناب
شیخ مرتضی الانصاری النجفی طاب ثراہ نے رسائل مین تضاعیف
بیان مقدمات دلیل انسداد مین جہان استدلال کی ہے عدم جواز
اہمال وقائع مشتبہہ پر قیام اجماع قطعی سے اوپر اس امر کے
کہ مرجع بر تقدیر انسداد باب العلم والظن الخاص اصل برائت
نہین ہے حیث قال وہذا الحکم وان لم یصرح احد من
قدمائنا بل المتاخرین فی ہذا المقام الا انہ معلوم للمتتبع
فی طریقۃ الاصحاب بل علماء الاسلام فرب مسئلۃ غیر
معنونۃ یعلم اتفاقہم فیہا من ملاحظۃ کلماتہم فی نظائرہا
بالجملہ عدم جواز اہمال وقائع مشتبہہ جسطرح صورت انسداد مین
مصرح بہ کلام اصحاب مین نہین ہے لیکن اصحاب نے نظائر مین
اوسکی ترک امتثال کو روا تجویز نہین کیا اور امتثال بحد امکان
مراعیا للاقرب فالاقرب واجب جانا ہے اور بملاحظہ سے اسکے
معلوم ہوتا ہے اتفاق اونکا بطلان اجراء اصل برائت پر صورت
انسداد مین اسیطرح سے مانحن فیہ مین عدم جواز اہمال وصیت

راسا گو خصوص صورت کفر وصی مین مصرح نہین ہے لکن نظائر
مین اوسکے اصحاب نے اہمال وصیت راسا تجویز نہین کیا بلکہ امتثال
بقدر امکان مراعیا للاقرب من مقصود الموصی فالاقرب واجب جانا ہی
چنانچہ ازجملہ نظائر یہہ ہے کہ وصی مرجاوے قبل انفاذ وصایا کے
کلا یا بعضاً اور اسمین اکثر اصحاب نے تصریح کی ہے ثبوت ولایت کے
واسطے حاکم شرع کے اگر موجود ہو اور واسطے عدول مومنین کے
عند فقدہ جو قاضی ہے ساتھہ منع اہمال وصیت کے مطلقا قال
المحقق ابن ادریس فی سرائرہ فان مات الوصی کان الناظر
فی امور المسلمین یتولی انفاذ الوصیۃ علی حسب ما کان یجب
علی الوصی ان ینفذھا یعنے اگر مرجاوے وصی ہوگا ناظر امور مسلمین
مین متولی انفاذ وصیت کا جسطرح واجب تھا وصی پر انفاذ اوسکا
اور یہہ کلام جیسا کہ پوشیدہ نہین ہے صریح ہے حکم مذکور مین اور
قریب اسکے ہے عبارت محقق اور علامہ کی قال المحقق فی الشرائع
فاذا مات الوصی کان للحاکم النظر فی ترکتہ ولو لم یکن حاکم
جاز ان یتولاہ من المومنین من یوثق بہ وقال العلامۃ فی
القواعد کان النظر الی الحاکم بعد موت الوصی وقال فی التحریر
یکون الولایۃ بعدہ الی الحاکم اور ثبوت فرق درمیان صورت
مذکورہ اور ما نحن فیہ کے تجدد مانع مین یہان بخلاف ما نحن فیہ کے
غیر نافع ہے اور یہہ قول کہ تجدد مبطل ہین سست سبب ہوگی بحث سابقہ

وصیت بالیہ کے بخلاف سبق مانع کے غیر صحیح ہے للقطع بان ما هو
شرط فی الابتداء شرط فی الاستدامة علاوہ اسکے ممکن ہے
فرض عروض کفر بعد موت موصی کے نظیر عروض الموت ذلک پس لازم
ہوگا انتقال ولایت طرف حاکم کے مثل صورت موت کے لان العذر
الشرعی کالعذر العقلی علی ما صرح بہ فی الجواهر فی بعض المواضع
فتامل اور تتمیم مطلوب لعدم القول بالفصل اور ازانجملہ یہہ ہے
کہ عدل موصی الیہ فاسق ہوجاوے بعد وفات موصی کے جمیع اصحاب
نے تصریح کی ہے وجوب عزل وصی کی اور اقامت غیر کی بمقام
وصی مین حاکم پر قال المحقق فی الشرائع اما لو اوصی الی العدل ففسق
بعد موت الموصی امکن القول ببطلان وصیتہ وح یعزلہ الحاکم
ویستنیب مکانہ وقال فی الجواهر بل ینبغی الجزم بہ یعنی ببطلان
الوصیة وقال العلامة فی القواعد ولو اوصی الی العدل
ففسق بعد موتہ عزلہ الحاکم وانصب غیرہ وقال المحقق الثانی
فی جامع المقاصد کانہ لاخلاف فیہ وقال المتبحر النجفی بلا
خلاف اجدہ فیہ بل عن المہذب وشرح الصمیری الاجماع
علیہ اور حاصل یہہ ہے کہ اگر وصی کرین عادل کو پس وہ فاسق
ہوجاوے بعد موت موصی کے معزول کریگا اوسکو حاکم اور مقرر
کریگا اوسکی جگہہ پر دوسرے شخص کو اور یہہ کلام صریح ہے بطلان
وصیت بالولایة مین والا نہ جائز ہوتا عزل بلکہ جواهر الکلام مین تصریح

انعزال وصی کی من غیر حاجة الی عزل الحاکم وهذا هو المعنی بالبطلان
اور اوپر استمرار وصیت مالیہ کے اپنے صحت سابقہ پر والا جائز ہونا
مقرر کرنا دوسرے شخص کا مقام پر وصی کے اور حمل وصیت علی الاطفال
پر خاصة تخصیص بلا مخصص اور عدول ظاہر اطلاق سے بلا ضرورت
اور ارتکاب مجاز بلا قرینہ ہے اور از آنجملہ یہہ ہے کہ ظاہر ہو وصی سے
خیانت جسمین محقق نے واجب جانا ہے حاکم شرع پر معزول کرنا وصی
کا اور مقرر کرنا اور شخص کا اوسکی جگہہ چنانچہ شرائع مین فرمایا ہے
وان ظهر منہ خیانة وجب علی الحاکم عزلہ ویقیم مکانہ امینا
وقال العلامة فی التحریر اذا اوصی الی الثقة وظهرت منہ الخیانة
بعد الموت عزلہ الحاکم واقام غیرہ اور جواہر الکلام مین خلاف
اسکا کسی سے نقل نہین کیا اور یہہ مقید ظن قوی بلکہ علم عادی ہو ساتھہ
کے مسئلہ مین اسواسطے کہ کم اتفاق ہوا ہے کہ خلاف
عدم وجود خلاف
ہو مسئلہ مین ولو من قائل مجہول او شاذ اور منقول اوسمین نہو اور نہ
کوئی اشکال ذکر کی ہے پہہ ثبت صحت وصیت کے ہان اگر اشکال
تو اسمین ہے کہ ولایت باقی رہیگی اور واجب ہوگا شریک کردینا کسی
امین کا وصی کے ساتھہ یا زائل ہوجاوے گی ولایت اوسکی رأسا
اور واجب ہوگا عزل لکن یہہ امر خارج از بحث ہے اور دلالت عزل
نصب کی بطلان ولایت اور صحت وصیت مالیہ پر اور جواب احتمال
قصد وصیت علی الاطفال کا صورت سابقہ مین بیان ہوا فلا معنی

للاعادة علاوہ اسکے عبارت شہید ثانی کی مسالک مین اور محقق نجفی
کی جواہر مین شرح مین عبارت مذکورہ کے گنجایش تاویل مذکور کی
نہین رکھتی ہے چنانچہ مسالک مین تعلیل وجوب عزل مین فرمایا ہے
مراعاة لحق الاطفال واموال الصدقات ونحوهما اور یہہ صریح
قصد عموم مین ہے اور جواہر مین علاوہ اسکے بیان فرق مین بیان
خیانت اور باقی اسباب فسق کے فرمایا ہے ولعل وجهه ان ظاهر
حال الموصی ملاحظة امانته فی تنفیذ وصایاه فمع فرض
خیانته فی ذلک لا ولایة له من الموصی اور ظاہر لفظ وصایا عموم
ہے فافہم وتعقل اور ازانجملہ ہے صورت تعاسر وصیین کی جسمین
محقق نے لکھا ہے شرائع مین فان تعاسرا جاز له الاستبدال
بهما وقال العلامة فی التذکرة لو امتنعا اقام شخصین عوضهما
وفی الریاض فان تعذر علیه جمعهما جاز له الاستبدال بهما اور
ظاہر اختلاف اس حکم مین نہین ہے اور حاصل یہہ ہے کہ اگر وصی دو
شخص ہون اور موصی نے شرط کیا ہو تصرف مین اجتماع دونونکا اور
اتفاق رای اونکا اور واقع ہوا اونمین تنازع اور تعاسر ایسا کہ جمع
کرنا اونکا متعذر ہو جاوے تو جائز ہو گا حاکم شرع کو استبدال دونو
یعنی مقرر کرنا اونکے مقام پر اور دو شخصونکا اور ظاہر مراد جواز سے
مقام مین اور امثال مین اوسکے وجوب ہے کما صرح فی الجواهر
بمثل ذلک فی مثله اور ہونا حکم کا بنا بر بقاء وصایت کے یعنے

لا ينعزلان بل اللذان اقامهما الحاكم عوضهما نائبان عنهما کما
فی التذکرہ کلام اکثرین غیر ظاہر ہے بلکہ غیر محتمل ہے خصوصاً کلام
ریاض اور جواہر مین لتصریحهما بانتفاء الولایۃ حینئذٍ عن الوصیین
و کون وجودهما کعدمهما پس اعتراض ذکر صورت مذبورہ پر نظائر
ما نحن فیہ مین غیر وارد ہے فتامل اور ازانجملہ صورت ہے عروض جنون
اور اغماء کی وصی کو جسمین علامہ نے تحریر مین تصریح کی ہے بطلان ولایت
کی حیث قال ولو جن او فسق بعد الموت بطلت وصیتہ فان عاد
عقلہ او مات لم تعد وصیتہ اور تذکرہ مین تصریح کی ہے وجوب
اقامتہ غیر وصی کے مقام مین اوسکے جو باطلاقہ قاضی ہے ساتھ بقاء
وصیت کے صحت پر حیث قال لو جن الوصی او اغمی اقام الحاکم
من یقوم مقامہ اور ازانجملہ صورت ایصاء الی الفاسق ہے قول باشتراط
عدالت پر جسمین قواعد وغیرہ مین تصریح ہے استمرار صحت وصیت کے
حالانکہ مبناے کلام فرض بطلان وصایت ہے یا مثل تصریح کے
حیث قال لو اوصی الی فاسق بتفریق ثلثہ فقد سبق بطلان
الوصیتہ الیہ علی رای فان فرق لم یضمن ان کان الثلث لقوم
معینین لانہم لو اخذوہ من غیر دفع جاز وان کان لغیر معینین
ضمن لان تفریقہ علیہم یتعلق بالاجتہاد والفاسق لیس من
اھلہ فیضمن للتعدی یعنے اگر وصیت کرے فاسق کو تقسیم ثلث
مال کے پس بنابر ایک قول کے باطل ہوگی اور اس تقدیر پر اگر وصی

تقسیم کر دے اور موصی لہم اشخاص معین ہون تو وصی ضامن نہوگا اسلئے
کہ موصی لہم اگر بدون کسیکے دینے کے بھی لے لیتے تو اونکو جائز ہوتا اور اگر
موصی لہم غیر معین ہون تو وصی ضامن ہوگا اسواسطے کہ تقسیم اس
صورت مین منوط اجتہاد پر ہے اور فاسق اہل اجتہاد سے نہین ہے
پس ضامن ہوگا بسبب تعدی کے اور یہہ عبارت جیسا کہ ارباب فہم پر
پوشیدہ نہین اصرح عبارات سے افادہ تفصیل مشکوک فیہ مین اور
تناول حکم صحت مین واسطے وصیت تملیکیہ اور عہدیہ کے اور اسلم ہے
تطرق احتمالات مخالفہ سے جسطرح سے صورت مسئلہ اشبہ ہے بانحن فیہ
سے بلکہ ممکن ہے ادخال اوسکا اس صورت مین ح بتعمیم الفاسق
الی الکافر پس ہوگا اطلاق کلام شامل وصیت الی الکافر کو بھی کما
لا یخفی اور از انجملہ وصیت الی الجائر ہے جسکا تعرض کیا ہے علامہ
نے تحریر مین اور فرمایا ہے ولو اوصی الی الجائر فالاقرب البطلان
وکان بمنزلۃ من لا وصی لہ ولو قیل بالجواز وضم امین الیہ ان
امکن الحفظ والا فلا کان وجہا یعنے اگر وصیت کرے جابر کو
پس اقرب بطلان ہے یعنے ولایت کا کما لا یخفی اور ہوگا موصی مثل
اوس شخص کے جسکا کوئی وصی نہو یعنے فی الحکم المذکور لہ فی محلہ
من استقلال الحاکم بالولایۃ کما ھو ظاھر ویشھد لہ سیاق
الکلام ایض اور اگر کہین صحیح ہوگی وصایت لکن لازم ہوگا شریک کرنا
امین کا ساتھہ اوسکے اگر ممکن ہو والا فلا ہوگا متجہ اور از انجملہ ہے

وصیت من لا وصی لہ بلکہ ممکن ہے تناول عنوان واسطے موصے
الی الکافر کے ہی جنہین فاضلین اور شہیدین اور سید سند اور معاصر
اونکے محقق جواہر وغیرہم نے تصریح کی ہے ثبوت ولایت حاکم کی اگر ہو
والا عدول مومنین کے چنانچہ فرمایا ہے محقق نے نافع مین ومن مات
ولا وصی لہ کان ولی ترکتہ الحاکم اور علامہ نے تذکرہ مین من مات
بغیر وصیتہ تولی امرہ الحاکم فان لم یکن فی البلد حاکم امکن لبعث
الیہ الی بلد جاز للفقیہ المامون من الامامیتہ الجامع لشرائط
الافتاء النظر فی مالہ واطفالہ فان تعذر جاز لبعض المومنین
اور جواہر الکلام مین واذا مات الوصی یکون النظر بعدہ الی الحاکم
الذی ہو ولی من لا ولی لہ او نائبہ الخاص والعام وکذا لو مات
ولا وصی لہ ولا ولی اجبار ولہ اطفال ووصایا وغیر ذلک مما
یحتاج الی لولی کان للحاکم النظر فی ترکتہ بالوجوہ الشرعیۃ بل
الظاہر وجوبہ علیہ بل لعلہ المراد من الجواز فی مثل المقام ولو لم
یکن ہناک حاکم جاز ان یتولاہ من المومنین من یوثق بہ
اور حاصل یہ ہے کہ جسطرح بعد موت وصی ولایت ہوتی ہے امام
یا نائب امام کو اسیطرح اگر میت کا کوئی وصی نہو اور نہ ولی شرعی
حالانکہ اطفال اور وصایا وغیرہ جو محتاج ولی کے ہوتے ہین ہوو ین
جائز ہوگی حاکم کو نگرانی اوسکے متروکات کی بوجوہ شرعیہ بلکہ ظاہر
وجوب ہوسکتا ہے بلکہ شاید یہی مراد ہے جواز سے امثال مقام مین

اور اگر نہو حاکم جائز ہے کہ متولی ہون اوسکے ثقات مؤمنین بلکہ
ریاض المسائل مین دعوی کیا ہے اجماع کا حکم اخیر مین باوصف
نقل مخالفت ابن ادریس حلی کے خواہ اسوجہ سے کہ خروج مثل
ابن ادریس کا قادح نہین ہے اجماع مین خواہ اس جہت سے
کہ کلام اونکا صریح دال نہین ہے خلاف پر کما فی الجواہر فضلا عن
الاولی الذی کا خلاف فیہ اصلاً اور حمل وصایا کا غیر عمدیہ پر
خلاف ظاہر لفظ ہے اور اعتبار بھی مساعد تعمیم کا ہے اسواسطے کہ
مدار ثبوت ولایت تحقق حاجت پر ہے کما یشیر الیہ قولہ مما یحتاج
الی الولی اور حاجت عمدیات مین اشد ہے بخلاف وصایا ے
تملیکیہ کے کہ اغلب انمین عدم احتیاج ہے یہانتک کہ بعض شافعیہ نے
انکار کیا ہے اصل جریان وصایت کا یہان اسی سبب سے کہ مستغنی
عن الوصی ہے اگر کوئی شخص کہے دعوی احتیاج کا منافی ہے فرض کو
کہا جاویگا فرض وصیت ہے بلا تعیین وصی اور مدعا احتیاج
ہے طرف مطلق ولی کے ولا منافاۃ بینہما اور بلاحظہ کرنے سے
نظائر مذکورہ اور غیر مذکورہ کے تمام سیاالی ذکرہا وغیرہا ومما
ذکر الاصحاب فیہا اور بلاحظہ طریقہ فقہا سے کہ جاری ہے قصہ
مخالفت وصیت مین قدر ضرورت پر کما یقتضی بہ تتبع مظان ذلک
من کتبہم و یکشف عند التدبر فی مطالب من کلامہم معلوم
ہوتا ہے قطعا اتفاق اونکا عدم جواز اہمال وصیت پر مانحن فیہ

کہ کاشف ہے بطریق حدس رضا اور رای رئیس معصوم سے وھذا
ھو المعنی بالاجماع دوم عموم فمن بدله بعد ما سمعه فانما
اثمه علی الذین یبدلونه اور بیان دلالت کا ممکن ہے دو طریق
سے ایک یہ کہ تبدیل باطلاقہ شامل ہے مخالفت کو ہر قید اور ہر
خصوصیت کے جسکا اعتبار کیا ہو موصی نے وصی مین یا موصی لہ
یا موصی بہ مین لیکن خارج ہوئی حکم تحریم اور تحت وعید مذکور سے
آیت مین واسطے مبدلین کے مخالفت غیر مشروع کے وصیت
اور قیود اور خصوصیات سے اوسکے فقط بنص قرآن و اجماع اصحاب الائمہ
و بقی الباقی مندرجا تحت اطلاق التحریم اور غیر مشروع [illegible]
فیہ مین فقط استنابت اور تسلیط کافر کی ہے پس مختص ہوگا جواز
مخالفت ساتھہ اسکے اور باقی رہیگی باقی وصیت واجب الاتباع
اور لازم العمل دوسرے یہہ کہ عموم فمن بدله شامل ہے وصی اور
وارث اور شاہد اور حاکم اور کافہ ناس کو کما صرح بہ بعض المفسرین
ایضا پس متناول ہوگی تحریم تغیر اصل صحت مستفاد از آیت وصیت
سے جو مرجح ہے ساتھہ انتفاء مقتضی اور عدم قیام دلیل کے
بطلان پر اسواسطے کہ بطلان وصیت کی مانحن فیہ مین کوئی وجہ نہین ہے
سوا اطلاق اصحاب کے قول مین ساتھہ بطلان وصیت کے
اور بطلان تبعیض اثار سبب واحد مین اور غیر ماذون ہونا وصی کا
تصرف مین جانب شارع سے اور غیر وصی کا جانب میت سے

پس باقی رہیگی وصیت غیر نافذہ جبکہ ہو عہد یہ موقوفہ تصرف متصرف پر
من وصی وغیرہ لکن یہہ سب جیسا کہ ظاہر ہے واضح الفساد بلکہ غیر واقعی
ہی دعوی اطلاق اصحاب قول بالبطلان میں اسوجہ سے کہ خلاف واقع
ہے کیونکہ موجود کلام اصحاب میں غالبا بطلان وصیت الی الکافر ہے
مقید ساتھہ صلہ کے اور متعدی ساتھہ الی کے اور وصیت جب متعدی
بالی ہوتی ہے مراد اوس سے وصیت بالولایۃ اور وصی کرنا ہوتا ہے
خاصۃ جیسا کہ تصریح کی ہے صاحب کتاب معارج السؤل نے
حیث قال والایصاء قد یتعدی بالی فیقال اوصیت الی فلان
بکذا ای جعلتہ وصیا وذلک موصی الیہ وباللام فیقال
اوصیت لہ بکذا ای جعلت لہ نصیبا من مالی بعد وفاتی و
بالباء یقال اوصیت بکذا ای عہدت ان یفعل کذا انتہی
کلامہ پس معنی لا تصح الوصیۃ الی الکافر اور لو اوصی الی الکافر
بطل کے یہہ ہیں کہ صحیح نہیں ہے وصی کرنا کافر کو اور اگر وصی کرے
کافر کو تو وہ وصی نہوگا غایۃ الاطلاق پس ظاہر ہوا اس سے کہ
توہم اطلاق اس مقام میں ناشی ہے قلت عربیت اور عدم اطلاع
سے محاورات عرب پر اور اگر بالفرض اطلاق ہوئی بھی تو بھی مخصص
ہوگا بما مر من الادلۃ اور الزام بعض اسوجہ سے کہ اتحاد سبب
بانحن فیہ میں ممنوع ہے بلکہ اسباب مختلف اور متعدد ہیں بالذات
اور بالماہیت وانما جاء الاتحاد بینہما بالعرض بحسب الاتفاق

کما اوضحناه فیما قبل یا شل متعدد کے ہین نظراً الی تعدد الجہات و
الحیثیات بہر کیف ترتب بعض آثار کے فرض مین دون بعض او الاتبعیض
آثار عقد واحد من حیث ہو واحد نہین ہے اور ثانیاً ابطلان تبعیض آثار
عقد واحد مین خصوصاً وصیت مین کہ مبنی ہے تنفیذ اور اتباع قول
موصی پر بقدر امکان ممنوع ہے قال الشہید الثانی فی مسالکہ
فیما عاقہ علی قول المحقق ولو اوصت لہم بمال ونصبت وصیا
صحت من ثلث ترکتہا او فی اخراج ما علیہا ولم یمض علی
الاولاد ان ہذا الحکم واضح بعد ما سلف من عدم ولایتہا
علیہم ونبہ بتخصیصہ علی ان تبعیض وصیتہا اذا اشتملت علی امور
بعضہا سائغ وبعضہا ممنوع غیر مانع من نفوذ المشروع منہا
وح فیصح وصیتہا لہم بالمال ولا تصح ایصائہا اور شک اسمین
نہین ہے کہ اگر وصیت کرے تمام مال مین تو صحیح ہوگی ثلث مین
او باطل ہوگی باقی مین بلا اجازت ورثہ کے اور اگر رد کرے موصی لہ
بعض کو اور قبول کرے بعض کو باطل ہوگی مردود مین اور صحیح ہوگی
مقبول مین کما صرح بہ العلامۃ فی التحریر اور اگر جمع کرے محلل اور
محرم مین صحیح ہوگی حلال مین اور باطل ہوگی حرام مین کما صرح بہ
الشہید فی الدروس اور اگر وصیت کرے ثلث مال کی واسطے
حی اور میت کے ہوگا واسطے حی کے سدس اور باطل ہوگی حق مین
میت کے کما فی التحریر اور اگر وصیت کرے واسطے زید کے اور عمرو

یا واسطے زید کے اور جبرئیل کے یا واسطے زید کے اور ہوا کے وصیت صحیح
حق مین زید کے اور باطل ہوگی حق مین اسکے فی وجہ اور حق مین
جبرئیل اور ہوا کے قطعاً کما صرح بہ العلامۃ فی التحریر والتذکرۃ اور
اگر فراموش کرے وصی کسی باب کو ابواب وصیت سے صرف کیا جاویگا ہم
اوسکا ابواب بر مین کما صرح بہ جماعۃ من الاصحاب اور اگر وصیت
کرے عتق رقبہ مومنہ کی اور دستیاب نہو آزاد کیا جاویگا مخالف کما ورد
فی بعض الاخبار وصرح بہ علمائنا الاخیار اور اگر وصیت کرے
عتق اور شراء رقبہ معینہ کی بقیمت معینہ اور متعذر ہووے اسکے سبب
امتناع مالک عبد کے بیع سے مطلقا یا اوس قیمت سے یا بسبب موت
غلام یا قصور ثلث کے باطل ہوگی تخصیص اور واجب ہوگا شراء اور
عتق اور غلام کا فی وجہ کما فی التذکرۃ اور اگر عاجز ہوجاوے وصی
قیام بالوصیۃ سے بسبب کبر سن یا مرض یا ضعف کے نہ خارج ہوگا
وصایت سے راساً اور زائل ہوجاویگا استقلال اور اس سبب سے ضم
کیا جاویگا ساتھ اوسکے امین کما فی الروضۃ وغیرہا اور اسیطرح
اگر ظاہر ہو خیانت وصی بنا علی ما اختارہ فی الجواہر حالانکہ یہہ
تبعیض ہے متعلقات عقد واحد مین اور جب یہان صحیح ہے
تبعیض تو بدرجہ اولی ما نحن فیہ مین صحیح ہوگی اور وجہ اخیر اس سبب کے
کہ اذن شرعی کافی ہے جواز تصرف مین اذن میت سے وقد
بینا حصولہ علی انہ یرشد تعلیلہم فی غیر مورد من موارد

التبعیض بکونہا اقرب الی المقصود الموصی ان الوصیۃ بالمقید یستلزم الوصیۃ بالمطلق الی دعوی العلم باذن الموصی فیہ وازالۃ هذہ اما بشاهد الحال او بجعل الشرع کاشفا عنہ مبنیا علیہ جواز
ہو سکتا ہے باین طور ہی کہ غیر وصی کا غیر باذون ہونا مطلقا غیر مسلم ہے بلکہ اذن معلوم ہے اس حال مین ہان اگر موصی تصریح اسکی کردے کہ سوا وصی کے کوئی انفاذ اس وصیت کا نکرے فی حال من الاحوال اور وصیت تبرعی ہو تو البتہ متجہ ہوگا عدم جواز انفاذ غیر کو لکن خارج ہے محل کلام سے اور تخصیص وصی شامل اسکے نہین ہے لعدم دلالتہ علی ذلک الا بمفہوم اللقب الذی لم یثبت اعتبارہ فافہم
مقدمہ ساتوان وصیت اگر واسطے شخص معین کے ہو پس حکم واضح ہے والا اگر ہون موصی لہم غیر محصورین عام اس سے کہ موصوفین ہون مثل فقرا اور علما اور فقہا کے یا معینین جیسے قریش اور تمیم اور ہاشمیین اور طالبیین اور علویین اور فاطمیین ونحوہم نہ واجب ہوگا استیعاب اور نہ تسویہ اور نہ تتبع غیر موجودین کا قولا واحدا قال فی المسالک لان الفقراء غیر منحصرین فلا یجب الاستیعاب ولا تتبع من لیس فی البلد لذلک لکن استیعاب موجودین فی البلد مع امکانہ پس اگر تخصیص کرے موصی بیان مصرف پر نہ واجب ہوگا قطعا اور اگر مراد استیعاب اور تعمیم عطیہ ہے واجب ہوگا اسیطرح ویظہر ذلک بنصب علی القصد اور اگر اطلاق کرے کلام مین پس جائز ہوگا اقتصار

مقدمہ ساتوان

بعض پر یا واجب ہوگا استیعاب سمین اشکال ہے مختار علامہ کا عدم وجوب ہے ہان اولی استیعاب ہے قال فی التذکرۃ لصلوح اللفظ وتساوی نسبتہ الی کل واحد فی تناولہ لہم فالتخصیص بالبعض یکون ترجیحا من غیر مرجح اور مفہوم قول محقق ہے ولا یجب تتبع من غاب وجوب استیعاب موجودین اور تتبع حاضرین ہے اور اختیار کیا ہے اسکو شہید ثانی علیہ الرحمۃ نے مسالک مین قال و وجہہ ان الموصی لہم یستحقون علی جہۃ الاشتراک لا علی جہۃ بیان المصرف کالزکاۃ اور یہہ احوط ہے اگرچہ تعیین مین نظر ہے اسلیے کہ عرفا جسطرح خطاب زکوۃ سے مفہوم ہوتا ہے ارادہ مصرف اگرچہ بقرینہ عدم انحصار ہوا اوسیطرح مفہوم ہوتا ہے یہان کما صرح بہ فی جواھر الکلام پس فرق تحکم ہے اور اس صورت مین یا واجب ہے ملاحظہ اقل مصداق جمع کا یا کافی ہے اقتصار ایک فرد پر دو قول ہین اور احوط اول ہے اور اگر موصی لہم محصورین ہون مثل اسکے کہ وصیت کرے واسطے فقرا ء بلدہ معینہ یا غارمین محصورین کے لیے یا اپنی اولاد یا ذریت یا نسل یا عقب کے لیے واجب ہوگا استیعاب اور تسویہ اور فرق نہ ہوگا درمیان مرد اور عورت اور قریب اور بعید کے بعد تناول عنوان اور صدق اسم کے جمیع پر لیکن تسویہ درمیان فقرا ء بلدہ معینہ اور غارمین کے پس تصریح کی ہے اسکی تذکرہ مین علامہ نے اور تسویہ درمیان مرد اور عورت کے عموما اور خصوصا وصیت مین واسطے اولاد کی مصرح بہ کلام اکثر مشاہیر علما مین سے ہے چنانچہ تصریح کی ہے اسکی شیخ نے کتاب

نہایہ مین اور ابن ادریس حلی نے سرائر مین قالا فان اوصی انسان
لاولادہ وکانوا ذکورا واناثا ولم یذکر کیفیۃ القسمۃ بینہم کان
ذلک بینہم بالتسویۃ یعنے اگر وصیت کرے آدمی واسطے اپنی اولاد کے
اور ہوون وہ ذکور واناث اور نہ بیان کرے کیفیت تقسیم کی ملیگا اون
سبکو برابر اور ابن حمزہ نے کتاب وسیلہ مین قال وان اوصی لجماعۃ
دفعۃ خرج من الثلث استحقوہ بالتسویۃ ذکورا کانوا او اناثا
فان قال علی کتاب اللہ کان للذکر مثل حظ الانثیین یعنی اگر
وصیت کرے واسطے جماعت کے دفعۃ ثلث مال مین مستحق ہونگے موصی
لہم علی التسویہ ذکور ہوون یا اناث پس اگر کہے علی کتاب اللہ ہوگا واسطے
مرد کے برابر دو عورتوں کے اور محقق ابو القاسم حلی نے شرائع الاسلام
مین قال واطلاق الوصیۃ یقتضی التسویۃ فاذا اوصی لاولادہ وہم
ذکور واناث فہم سواء وکذا لاخوالہ وخالاتہ واعمامہ وعماتہ
یعنی اطلاق وصیت مقتضی ہوتا ہے برابر دینے کو پس جب وصیت
کرے واسطے اپنی اولاد کے اور ہوون او نہین ذکور اور اناث پس وہ سب
برابر ہین اور اسیطرح اگر وصیت کرے اخوال اور خالات اور اعمام اور
عمات کے لیے اور علامہ نے قواعد اور تحریر مین قال واطلاق الوصیۃ
یقتضی التساوی فی المتعدد فلو اوصی لاولادہ وہم ذکور و
اناث تساووا الا ان یفصل وکذا لو اوصی لاعمامہ واخوالہ یعنے
اطلاق وصیت کا مقتضے ہوتا ہے تساوی کو متعدد مین پس اگر وصیت

کرے واسطے اپنی اولاد کے اور وہ ذکور اور اناث ہوں برابر پاوین گے
مگر یہ کہ موصی بعض کو زیادہ دلوائے اور اسیطرح اگر وصیت کری
واسطے اعمام اور اخوال کے اور تذکرۃ الفقہا مین کہا ہے ولو اوصی
لاولادہ دخل فیہ الذکور والاناث بالتسویۃ یعنی اگر وصیت کری
اپنی اولاد کے لیئے داخل ہونگے وصیت مین ذکور اور اناث علی التسویہ
یعنی برابر پاوینگے اور شہید اول نے دروس مین حیث قال واطلاق
الوصیۃ یقتضی التسویۃ ولو فضل اتبع یعنی وصیت کا مطلق کرنا چاہتا ہے
برابر دینے کو اور اگر کسیکو زیادہ دلوائے تو اتباع اوسکا واجب
ہوگا اور شہید ثانی نے مسالک مین حیث قال اما اقتضاء اطلاق
الوصیۃ التسویۃ فلاستواء نسبۃ الوصیۃ الیہم وانتفاء ما یدل
علی التفضیل فی کلام الموصی فلا فرق فیہ بین الذکر والانثی
وبین الاخوال والاعمام وغیرہم واختلافہم فی استحقاق الارث
من دلیل خارج ولا یقاس علیہ ما یقتضی التسویۃ بمجردہ یعنی
مقتضی ہونا اطلاق وصیت کا تسویہ کو بسبب اسکے ہے کہ نسبت
وصیت کی طرف سبکے برابر ہے اور کلام موصی مین کوئی امر ایسا نہین
ہے جو دلالت کرے کمی اور زیادتی پر پس فرق نہین ہے تقسیم وصیت
مین درمیان ذکور اور اناث کے اور درمیان اعمام اور اخوال کے
اور اختلاف اونکا استحقاق ارث مین دلیل خارج سے ثابت ہوا ہے
اوسپر قیاس وصیت کا جو مقتضی ہے تسویہ کو نہین ہو سکتا ہے اور شرح

لمعہ مین کہاہے والوصیۃ لجماعۃ یقتضی التسویۃ بینہم فیہا ذکوراً
کانوا ام اناثاً ام مختلفین وسواء کانت الوصیۃ لاعمامہ واخوالہ
ام لغیرہم علی الاقوی الا مع التفضیل فیتبع شرطہ سواء جعل
المفضل الذکر او الانثی یعنے مقتضی وصیت کا واسطے چند شخص
کے یہہ ہے کہ موصی لہم باہم مساوی ایک دوسرے کے ہون وصیت
مین سب مرد ہون خواہ سب عورتین ہون یا مرد اور عورتین دونون
ہون اور برابر ہے کہ وصیت ہو واسطے اعمام اور اخوال کے یا واسطے
غیر اخوال اور اعمام کے بنا بر اقوی مگر موصی ایک کو زیادہ دلوائے
تو اتباع اوسکا لازم ہوگا خواہ زیادہ دلوائے مرد کو خواہ عورت کو اور
فاضل اخباری ملا محسن کاشانی نے مفاتیح مین حیث قال واطلاق الوصیۃ
یقتضی التسویۃ بینہم بلا خلاف اور خواہرزادہ فاضل مذکورنے شرح
مین قال ومنہا لو اوصی بمال لجماعۃ واطلق وجب صرفہ فیما بینہم بالتسویۃ
من غیر تفضیل للذکر علی الانثی فی القسمۃ بلا خلاف لاقتضاء
اطلاق ذلک فلو اوصی لاخوتہ بمال وہم ذکور واناث فالاخ
والاخت فی الاخذ سواء الا مع نصہ علی التفضیل یعنی اگر وصیت
مال کی واسطے ایک گروہ کے ہو اور اطلاق کرے واجب ہوگا صرف اوسکا
موصی لہم مین برابر بے اسکے کہ زیادتی کرین واسطے مرد کے بہ نسبت
عورت کی تقسیم مین بلا خلاف بسبب اقتضاء اطلاق وصیت کی اس کو
پس اگر وصیت کرے واسطے اخوت کے اور اونمین مرد اور عورتین ہون

پس بھائی اور بہن حصہ مین دونو برابر ہونگے مگر یا تہیہ تفصیص ہیت کے تفصیل
اور سید سند نے ریاض مین حیث قال واطلاق الوصیۃ بجماعۃ یقتضی التسویۃ
بینہم فی النصیب منہا ذکورا کانوا اما اناثا ام مختلفین ورثۃ کانوا ام غیرہم
ولا اشکال فی شئ من ذلک ولا خلاف الا فی الوصیۃ لاخوالہ واعمامہ
یعنی اطلاق وصیت مقتضی ہے تساوی کو موصی لہم کے حصہ مین ذکور ہون یا اناث
یا مختلف ورثہ ہون موصی کے یا غیر ورثہ اور کوئی اشکال اسمین نہین ہے
مگر وصیت مین واسطے اخوال و اعمام کے اور شیخ محقق نے جواہر الکلام مین
حیث قال واطلاق الوصیۃ لجماعۃ محصورۃ یقتضی بالتسویۃ بینہم
الی ان قال وکیف کان فاذا اوصی لاولادہ وہم ذکور و اناث فہم
سواء وکذا الاخوالہ وخالاتہ او لاعمامہ وعماتہ وکذا الواصی لاخوالہ
واعمامہ کانوا سواء علی الاصح لما عرفت اور فاضل مدقق حاج شیخ ابراہیم
کرباسی نے منہاج الہدایہ مین حیث قال ولو اطلق الوصیۃ اقتضی التسویۃ
ولو کانت لاخوال واعمام او الذکور والاناث ولو فضل البعض اتبع
بلکہ مسالک اور جواہر الکلام اور ریاض اور مفاتیح اور شرح مفاتیح مین ہے کہ
خلاف اس حکم مین نہین ہے مگر ایک صورت مین کہ جب وصیت ہو واسطے اعمام
و اخوال کے بلکہ جواہر مین انکار کیا ہے تحقیق خلاف کا اس صورت مین بھی بلکہ منقول
ہے تذکرہ سے دعوی اجماع کا اس صورت مین فضلا عن غیرہا ہان ایک روایت
مین یہہ ہے کہ وصیت مین واسطے اولاد کے تقسیم ہوگی ذکور اور اناث پر
مثل میراث کے لیکن روایت مذکورہ ضعیف ہے کما صرح بہ فی الجواہر اور

مسالک مین لکھا ہے لم یعمل بہ احد پس طرح یا تاویل اوسکی واجب ہی لکن مباحث و
قریب اور بعید اور حاجب اور محجوب اور وارث اور غیر وارث کے وصیت مین اگر عنوان
متناول ہو جمیع کو تصریح کی ہے اوسکی علامہ نے تذکرہ مین حیث قال لو اوصی
لذریتہ او عقبہ او نسلہ دخل فیہ اولاد البنین و اولاد البنات قریبہم
و بعیدہم یعنی اگر وصیت کرے واسطے اپنی ذریت کے یا عقب کو یا نسل کے
داخل ہوگی اولاد پسران اور اولاد دختران قریب اور بعید سب اور رسید سندی
ریاض مین اور عبارت اونکی قبل اسکے نقل کی گئی ہے اور فقرہ اخیر اوسکا فرقہ
کانوا ام غیرہم صریح ہے مطلوب مین اور صاحب جواہر جناب شیخ محمد حسن صاحب
نجفی طاب ثراہ نے صراحۃ نفی کی ہے خلاف اور اشکال کی اسمین حیث قال
فی شرح قول المحقق اطلاق الوصیۃ یقتضی التسویۃ الخ ھکذا من غیر فرق
بین القریب والبعید والذکر والانثی والفاضل فی الارث وغیرہ
بلا خلاف ولا اشکال یعنی تقسیم وصیت اور تساوی حصص مین فرق نہین ہے
قریب اور بعید اور مرد اور عورت مین اور نہ درمیان اوس شخص کے جسکا حصہ میراث
مین زیادہ ہے اور اوس شخص مین جسکا حصہ کم ہے اور اسمین اختلاف اور
اشکال نہین ہے اور فرق نہین ہے اس حکم مین درمیان وصیت تملیکیہ اور
عہدیہ کے اور نہ درمیان وجود موصی لہم کے حال الوصیت اور عدم وجود
کے بعد صحت وصیت کے ولو علی طریق العہد واسطے معدومین کے
تبعاً یا اصالۃً پس اگر وصیت کرے مثل ثمرہ باغ یا حاصل ارض یا کرایہ مکان
مین کہ جو اولاد زید سے ہم پہونچے آیندہ بواسطہ یا بلا واسطہ اونکو ہمیشہ دیا جاوے

اور وقت وفات موصی کے اولاد صلبی زید کی اور غیر صلبی ور ذکور اور اناث
سب ہون پس علی التسویہ سبکو ملیگا اور اسیطرح جو نسل زید سے پیدا ہوتے
جاوینگے شریک ہوتے جاوینگے اور متاخر حصہ پاویگا ساتھہ مقدم کے اور بیان اسکا
ممکن ہو تین طرح سے اول یہہ ہے کہ وصیت مثل وقف کے ہے اولاد زید اور اولاد
اولاد پر اوسکے جب تک اوسکی نسل باقی رہی اور وقف مین ثبوت اس حکم کی تصریح
کی ہے علامہ نے تذکرہ مین حیث قال واذا قال وقفت علی اولادی واولاد
اولادی فلا ترتیب بینہم لعدم ما یدل علیہ لان الواو للجمع المطلق من
غیر ترتیب و یستوی البطن الاول والثانی ومن بعدہم فی الاستحقاق
فکل من تجدد من البطون یشارک من سبقہ اذا کان موجوداً پس
ثابت ہوگا وصیت مین بھی اور یہہ قیاس نہین ہے جیساکہ شبہہ ہوتا ہے بلکہ
استدلال ہے قاعدہ کلیہ سے جزی خاص پر اور ذکر وقف محض واسطے توضیح
اور بیان اس امر کے ہے کہ مقتضے قاعدہ یہہ ہے اسواسطے کہ وصیت اور وقف کا
ایک قاعدہ ہونا معلوم اور متیقن ہے ومن ہنا تری العلامۃ وغیرہ من الاصحاب
یقولون فی نظائرہ یکون الحکم کذا کما فی الوقف دوسرے یہہ ہے کہ مدار استعمال
وصیت مین مفہوم عرفی پر ہے اور معظم احکام وصیت تملیکیہ اور عہدیہ مین مشترک
ہین کما صرح بہ فی جواہر الکلام بلکہ فرق نہین ہے وصیت تملیکیہ اور عہدیہ
مین مگر اونہین احکام مین جو راجع ہین طرف خصوص تملیک کے جیسے خارج
ہونا حکم مذکور کا معلوم ہے اور مفہوم عرفی وصیت سے واسطے اولاد اور
اولاد اولاد کے مثلا اشتراک جمیع کا ہے اور مساوات قریب اور بعید اور زن اور مرد کے

چنانچہ اسی فہم عرفی کے سبب سے حکم کیا ہے فقہائے نے ساتھہ اسکے اگر وصیت ہو
تملیکیہ واسطے مذکورین کے حال کو ہم موجودین حال الوصیۃ اور فہم عرفی
حالت وجود اور عدم مین ظاہر اختلاف نہین ہے پس لا محالہ ثابت ہوگا حکم
اس صورتمین بھی تیسرے یہہ ہے کہ یہہ وصیت صحیح ہے قطعاً لما بیناً فی المقدمۃ
الخامسۃ پس لازم ہوگا امتثال اوسکا اور تقسیم بطور میراث لازم نہین ہے قطعاً
پس حصر اسمین ہے کہ یا حکم اس صورتمین جاری کیا جاویگا وصیت للمحصورین کا پس لازم
ہوگی تقسیم کل پر علی التسویہ وہو المطلوب یا حکم جاری کیا جاویگا وصیت لغیر
المحصورین کا پس جائز ہوگی اکتفا اعطاء بعض پر لکن احتمال اخیر ساقط ہے اسوجہ
سے کہ مقتضی ظاہر لفظ تشریک جمیع ہے اور غیر محصورین مین جائز ہے اکتفا بعض
پر یا بطریق رخصت کے بسبب تعذر استیعاب جمیع کے جیسا کہ فرمایا ہے شہید
ثانی نے مسالک مین اور اسی سبب سے لازم جانا ہے استیعاب موجودین فی البلد کا
کیونکہ عذر عدم تتبع غیر حاضرین مین فقط لزوم عسر وحرج ہے اور وہ مرتفع ہے
استیعاب حاضرین مین و المیسور لا یسقط بالمعسور پس لازم ہوگا استیعاب حاضرین
یا اس سبب سے ہے کہ مفہوم عرفاً وصیت سے واسطے غیر محصورین کے ولو بقرینہ عدم انحصار ارادہ مطلق
صرف ہے نہ اختصاص بالجواہر اور یہہ دونوں امر اس مقام مین منتفی ہین پس کیونکر جائز ہوگا
اجراے حکم غیر محصورین کا یہان اور اگر یہہ بھی تسلیم کیا جاوے تو بھی یہہ تقسیم جمیع پر [illegible] باطل
نہوگی اسواسطے کہ جواز اکتفا مانع نہین ہے استیعاب سے بلکہ احوط ہوگا اس عبارت
کہ صحیح ہے احتمالین پر اور موجب ہے برأت یقینیہ کو بخلاف تخصیص بعض کے
بلکہ اگر قطع نظر کیجاوے احتمال وجوب استیعاب سے خصوص مقام مین تو بھی حصہ [illegible]

اسمین ہے بنابر اوسکے جو سابق مین بیان ہوا کہ وصیت لغیر المصلحۃ بہی صحیح
بہی احوط ہے استیعاب حاضرین اور موجودین فی البلد کا اور لا اقل یہہ ہے
کہ اولی ہے کما اعترف بہ العلامۃ فتذکر اور جب یہہ مقدمات ممہد
ہو گئیں مندفع ہوئے اکثر شبہات معارضہ اور مشکوک لاحقہ جواب سطور و تقسیم
مذکور مین مثل اس شبہہ کے کہ تقسیم صورت مرقومہ مین بر وجہ مذکور خلاف
قاعدہ میراث ہے اس سبب سے کہ مشتمل ہے تسویہ زن و مرد پر اور اولاد
اور تشریک حاجب اور محجوب پر اور یہہ دونون امر خلاف قاعدہ مین اور مقتضا
قاعدہ یہہ ہے کہ پوتی محروم کیجاوے باقی چار شخصون پر حسبہم سے تقسیم کرین
للذکر مثل حظ الانثیین اور وجہ اسکے اندفاع کی یہہ ہے کہ مقدمہ اول مین
بیان کیا گیا کہ تقسیم بحسب قاعدہ میراث اولاد مین لازم ہے اوسوقت مین کہ
جب وصیت صحیحہ نافذہ نہو والا اتباع اوسکا لازم ہوگا اور یہان یہہ شرط مفقود
ہے اسواسطیکہ وصیت صحیحہ خالد کی ساتہہ تقسیم کے اولاد ہندہ پر نسلاً بعد نسل ہو
ہے پس کیا وجہ ہے جریان میراث کی علاوہ اسکے اگر وصیت باطل بہی فرض
کیجاوے تو بہی اولاد ہندہ پر بطور میراث کے تقسیم ہونیکے کوئی وجہ جبتک انتقال
مال کا بوجہ شرعی طرف ہندہ کے ثابت نہین ہے بلکہ لازم اس تقدیر پر تقسیم ہے
ورثہ خالد پر کما لا یخفی و لا یرضی بہ احد ممن لا یرضی مما ذکرناہ بطریق
اولی اور مثل اس شبہہ کے ہے کہ وصیت شرعا تملیک عین یا منفعت ہو اور قول
مذکور خالد کا مصداق تعریف مذکور کا نہین ہے پس اسکو وصیت شمار کرنا
صحیح نہوگا اور وجہ اندفاع کی یہہ ہے کہ مقدمہ ثانیہ مین بیان ہوا کہ وصیت

دو معنی ہین ایک تملیک مذکور اور دوسرے عہد او رامریت اور قول مذکور اگرچہ مصداق تملیک نہین ہے لکن عہد اور امریت مین داخل ہونا اوسکا ظاہر ہے اور اطلاق لفظ وصیت معنی مذکور پر السنہ فقہا مین بلکہ کافہ متشرعہ مین معروف اور نصوص اہل خصوص مین بکثرت ہے پس انکار اوسکی وصیت ہونیکا مطلقاً مکابرہ واضحہ ہے اور بعبارت اخری اگر مقصود منکر کا یہہ ہے کہ عبارت صادرہ خالد سے وصیت اصطلاحیہ نہین ہے تو مسلم ہے لکن اجراء احکام منوط صدق وصیت اصطلاحیہ پر نہین ہے اور اگر مراد یہہ ہے کہ وصیت عرفیہ نہین ہے تو یہہ ممنوع ہے اس سبب سے کہ امر ہی تقسیم منافع مذکورہ کا اولاد ہندہ پر نسلا بعد نسل اور وصیت مین سوا اسکے کہ عہد اور امر ہو کسی فعل کا بعد وفات کے اور کچہہ معتبر نہین ہے حتی کہ قصد وصیت بہی معتبر نہین ہے جیسا کہ جواہر الکلام مین مصرح بہ ہے حیث قال ولا یعتبر فی الوصیۃ قصد الوصیۃ کما لا یعتبر فیہا سوی العہد بما ارادہ انتہی موضع الحاجۃ من کلامہ اور مثل اس شبہہ کے ہے کہ وصیت مطلقاً متعلق ہوتی ہے مابعد وفات سے پس اگر وصیت تملیکیہ ہو تو تملیک ہوتی بعد وفات کے اور اگر عہدیہ ہو تو امر ہوتا ہے کسی فعل کی کرنیکا بعد وفات کے اور عبارت مین خالد کے کہین ذکر بعد وفات کا نہین ہے جو یہہ وصیت ہو سکی تملیکیہ یا عہدیہ اور وجہ اسکے اندفاع کی یہہ ہے کہ مقدمہ ثالثہ مین بیان کیا گیا کہ ایجاب وصیت مین صریح ہونا عبارت کا شرط نہین ہے بلکہ مطلق دلالت کافی ہے اگرچہ بقرینہ حالیہ ہو حتی کہ کنایہ بہی مع القرینہ کافی ہے

پس اگر مراد شاک یہہ ہے کہ عبارت مین صراحۃً ذکر اس قید کا نہین ہے
تو مسلم ہے لیکن انتفاء تصریح مستلزم انتفاء مطلق دلالت کو نہین ہے جو لازم
ہوئے خروج عنوان وصیت سے اور اگر مراد عدم دلالت ہے مطلقاً تو یہہ
واضح الفساد ہے اسواسطیکہ عہد واسطے دوام کے بلکہ واسطے مدت دراز کے
اسقدر جسمین عادتاً آدمی زندہ نہین رہ سکتا ہے بالالتزام دلالت کرتا ہے
قصد طلب فعل پر بعد الوفات بہی اور قرائن بہی اس قصد کے مانحن فیہ مین
قائم ہین بلکہ معلوم ہے بالضرورت اسلیئے کہ کوئی عاقل تجویز اسکو نکریگا کہ عقد
حامد کا ملنا منافع کا اولاد ہندہ کو بعد اوسکے وفات کے نہین ہے اور
مثل اس شبہہ کے کہ وصیت مین تحریر کافی نہین ہے جبتک زبان سے
نہ کہے اور زبان سے کہنا غیر معلوم ہے اور وجہ اندفاع یہہ ہے کہ آخر
مقدمۂ مذکورہ مین بیان کیا گیا کہ کتابت عقد مین کافی نہین ہے لیکن
معاطات اور جریان احکام وصیت مین کافی ہے بسبب صدق عرفی اور
تناول دلیلکے اور مثل اس شبہہ کے کہ وصیت ہے لیکن باطل ہے فی الجملہ
اسوجہ سے کہ شامل ہے معدومین کو اور وصیت معدومین کی باطل ہے
پس اولاد موجودہ ہندہ کے حین الوصیت پاوینگے اور بعد اوسکے مال میراث
درمیان ورثہ حامد کے ہوجاویگا اور وجہ اندفاع کی یہہ ہے کہ مقدمۂ خامسہ
مین بیان کیا گیا کہ وصیت عہدیہ واسطے معدومین کے باطل نہین ہے
باطل فقط تملیکیہ ہے وہ سبب ہے اگر واسطے معدومین کے ہو تبعاً للموجود
محل خلاف ہے چنانچہ محقق ثانی قائل ہوئے ہین صحت کے وقد قلنا

ان الوصیۃ عہدیۃ اور اگر وصیت تملیکیہ بھی قرار دین اور واسطے معدوم
کے ولو تبعا للموجود اوسکو باطل بھی کہین تاہم حرمان مذکورین کا یا زینب پروتی کا
جنکو حین الوصیت موجود نہون یا نہو مطلقا ہو نہین سکتا اسواسطے کہ بعض
صورتون مین باوصف نہ موجود ہونیکے حین الوصیت نافذ ہوتی ہے وصیت حق
مین اونکے قطعا ولو لا باعتبار کون الوصیۃ لہم اور توضیح یہہ ہے کہ
مفروض سوال مین چند صورتین متصور ہین ایک یہہ کہ پانچون شخص اولاد ہندہ
موجنکو چھوڑکر ہندہ نے انتقال کیا ہے علی ما صرح بہ فی السؤال حین
الوصیۃ موجود ہون ولیس ب کوئی انمین سے موجود نہ ہوا ور نہ پسر ہندہ جسکی
یہہ سب اولاد اور اولاد اولاد ہے حین الوصیت موجود ہون ج چار شخص یعنے
دونون پوتے اور پوتیان ہندہ کی جو موجود ہین اور باپ زینب پروتی کا حین
الوصیت موجود ہون د پسر ہندہ فقط حین الوصیت موجود ہوا اور اسنے ان
پانچ شخصون کو موجود اور زندہ چھوڑکے انتقال کیا ہو ھ فقط پسر ہندہ حین
الوصیت موجود ہوا اور اسنے چار شخص سے سوا زینب کے اور باپ اوسکا
چھوڑکر انتقال کیا ہو صورت اولی مین نفاذ وصیت کا حق مین مذکورین کے
تقسیم سب پر علی السویہ ہوگی اور ثمرہ بطلان کا طبقات متاخرہ مین ظاہر ہوگا
لیکن یہہ صورت محل بحث نہین ہے صورت ثانیہ مین وصیت حق مین مذکورین
کے فضلا عن غیرہم باطل ہوگی بنا بر قول مشہور کے اور میراث عادی
جاری ہوگی صورت ثالثہ مین وصیت نافذ ہوگی اور تقسیم مذکورین فی السؤال
بدستور ہوگی حالانکہ زینب پروتی حین الوصیت موجود نہین ہے علی ما ہو المفروض

لکن انفاذ وصیت حق مین غیر زینب پروتی کے بسبب فرض وجود کے اور
حق مین زینب پروتی کے بسبب وجود اوسکے باپ کے حین الوصیت فرض
مین پس ہوگی وہ قائم مقام اپنے باپ کے اور منتقل ہوگا حق قبول طرف
اوسکے لما بینا فی المقدمۃ الثالثۃ انہ لو مات الموصی لہ قبل القبول
قبل موت الموصی او بعدہ قام وارثہ مقامہ فی قبول الوصیۃ ولم
تبطل الوصیۃ صورت رابعہ مین تقسیم ہوگی چار شخصون پر للذکر مثل حظ
الانثیین والوجہ ما مر اور پروتی محروم ہوگی فلا یعود الی ورثۃ
الحامد ولا یکون میراثا بینھم اور صورت خامسہ مین نافذ ہوگی
وصیت لکن تقسیم ہوگی مذکورین پر اثلاثا سہم سے للذکر مثل حظ الانثیین
اور زینب پروتی ہوگی مثل احد ذکور کے نصیب مین لجرھا من ابیھا نصیب
من الوصیۃ ولا یکون میراثا بین ورثۃ الحامد اور اس بیان سے
واضح ہوا کہ حکم ساتھ بطلان وصیت کے اور صیرورت مال کی میراث درمیان
ورثہ حامد کے بعد انتقال موجودین کے حین الوصیت مطلقا سدید نہین
ہے اسیطرح حکم ساتھ حرمان زینب پروتی کے مطلقا علی تقدیر
ولادتھا بعد الوصیۃ بناء علی اشتراط الوجود حینھا قابل تقیید
ہے فلاحظ وتامل جیدا اور مثل اس شبہہ کے کہ یہہ وصیت الی الکافر
ہو اور وہ باطل ہے اور اندفاع اسکا ظاہر ہوتا ہے مقدمہ سادسہ سے
اسواسطیکہ ہمنے وہان بیان کیا کہ معنی بطلان وصیت الی الکافر فقط
یہہ ہین کہ کافر نفاذ اوسکا نکر سکے گا بلکہ حاکم شرع یا عدول مومنین نفاذ اوسکا

کرینگے نہ یہہ کہ اصل وصیت کا انعدام ہو جاویگی اور مال میراث ہوجاویگا بین الورثہ اور شل اس شبہہ کے کہ وصیت عہدیہ صحیحہ ہونا مسلم لکن عہدیات وجہ العمل نہین ہے واجب لا انفاذ وصیت تملیکیہ ہے اور اندفاع اسکا مقدمہ خامسہ سے ظاہر ہوا لما بینا ھناك انہ لا فرق بین القسمین فی ذلك اجماعا باقی رہا یہہ شبہہ کہ ظاہر کلام حامد یہہ ہے کہ ہندہ کو اوسیوقت سے منافع ہیں چنانچہ واقع بہی اسیطرح ہوا جیسا کہ سوال مین تصریح اوسکی ہے اور یہہ منافی وصیت کے ہے اسلئے کہ وہ عطیہ ہے بعد وفات کے لکن جواب اسکا یہہ ہے کہ منافع متجددہ بمنزلہ اموال متعددہ کے ہے اسواسطیکہ منفعت ہر زمانکی مغائر منفعت زمان آخر کے ہے پس ہندہ کو جسقدر حیات حامد مین منافع وصول ہوے وہ سب عطایا منجز ہونگے اور منافع متاخر کے وصیت ہوگی اسمین کچہہ منافاۃ نہین ہے غایۃ الامر یہہ ہے کہ جمع کیا موصی نے درمیان عطیہ منجزہ اور معلقہ کے عبارت واحدہ مین لکنہ لا باس بہ اور یہہ شبہہ کہ تناول لفظ اولاد کا غیر صلبی کو بین العلما مختلف فیہ اور معرکہ عظیمہ ہے یہانتک کہ علمانے رسائل مفردہ اسکے تحقیق مین لکہے ہین اور علامہ نے تذکرۃ الفقہا مین فرمایا ہے اصح عدم تناول ہے اور اگر تسلیم تنزل ہی کیا جاوے تو بہی لا اقل تعارض احتمالین تو ہے پس واجب ہوگی بنا اصل پر اور اصل عدم تناول ہے پس خارج ہونگے موجودین وصیت سے اور صلبی اولاد معدوم ہے فیقع الوصیۃ لاغیۃ اور جواب سکا یہہ ہے کہ اختلاف علما مین صدق حقیقی مین ہے اور مدار وصیت کا صدق حقیقی پر نہین ہے بلکہ مجاز آفرینہ

کافی ہے اور قرینہ یہان عبارت مین قول اوسکا نسلاً بعد نسل موجود ہے مضافاً
الی القرائن الحالیۃ القطعیۃ پس کیا وجہ خروج کی اور یہہ شبہہ کہ وصیت
مین یہان اطلاق نہین ہے جو قریب و بعید سب شریک ہوجاوین اور
برابر پاوین اسلیئے کہ نسلاً بعد نسل قید کلام موصی مین موجود ہے اور وہ
دال ترتیب پر ہے پس وجوب اتباع کلام موصی مقتضی اسکو ہے کہ چار
شخص پاوین اور پر وتی محروم رہے جبتک نسل مقدم مین سے کوئی باقی
رہے ہان جب کوئی اونمین نرہے تو پر وتی مذکور اور جو طبقہ مین اوسکے
مساوی ہون اونکو دلوایا جاوے اور جواب اسکا یہ ہے کہ دلالت نسلاً
بعد نسل کی ترتیب پر غیر مسلم ہے بلکہ خلاف اوسکا اظہر ہے اولاً اسوجہ سے
کہ مرجع معانی الفاظ وصیت مین طرف عرف کے ہے اور اہل عرف نسلاً بعد
نسل سے ترتیب نہین سمجھتے کما یظھر بالرجوع الیھم ثانیاً علامہ نے تصریح
فرمائی ہے تذکرہ مین عدم دلالت کی حیث قال واذا قال وقفت علی
اولادی واولادہ اولادی فلا ترتیب الی ان قال ولا فرق بین ان
یقول ماتناسلوا وتعاقبوا او بطنا بعد بطن اولا یقول ذلک و
یحمل علی التعمیم فی الجمیع اور فرمایا ہے کہ یہہ قول اشہر قول شافعیہ سے ہے اور بعض
شافعیہ نے کہا ہے کہ قول اوسکا بطناً بعد بطن مقتضی ترتیب کو ہے اور قول
علامہ کا مثل مقام مین حجت ہے کما حققنا فی الاصول خصوصاً ساتھہ مساعدت
عرف کے خصوصاً بعد ظہور کلام کے حصر مخالف مین بعض شافعیہ مین اور
اور ثالثاً شیخ جعفر علیہ الرحمہ نے کشف الغطا مین محل اشکال گردانا ہی احتمال

ترتیب کو بنظر تعارض لغت وعرف کے پس فرمایا والظاہر من قولہ بطنا بعد بطن وظہرا بعد ظہر من ظاہر اللغۃ الترتیب وبالنظر الی العرف اشکال لظہورہما فی ارادۃ التعمیم والاستغراق عرفا اور اسمین اعتراف ہے ظہور عرفی کا تعمیم مین وہو کاف فی المقام اور اگر تنزل کرکر تقدیم عرف سے لغت پر پس غایۃ الامر تساوی احتمالین ہے اور تساقط ہے لیکن مرجح اس حال مین منحصر ہے اصل مین اور اصل عدم تقیید ہے فان قیل الاصل عدم الانتقال الی البطن المتاخر قبل انقراض البطن المتقدم وہو یقتضی الترتیب قلنا یعارضہ اصل عدم انتقال الزائد عما یستحقہ البطن المقدم علی التقدیر الاخر الیہ فتساقطا وبقی اصل عدم التقیید سلیما عن المعارض مضافا الی ما ذکرہ فی ذخیرۃ المعاد من ان عدم التقیید اصل لفظی والاصول اللفظیۃ مقدمۃ علی الاصول العملیۃ اور یہہ شبہہ کہ وصیت نافذ نہین ہوتی بلا اجازت ورثہ مگر ثلث مین پس جواب مین ضرور ہے کہ یا یہہ شرط ہو کہ اگر ثلث سے زائد ہو یا یہہ شرط ہو کہ اگر ورثہ راضی ہوان بہر کیف اطلاق صحیح نہین ہے اور جواب اسکا یہہ ہے کہ مراد یہی ہے لیکن اہمال تقیید مین واقع ہوا ہے دو جہتون سے ایک علم ما تہ اطلاق مسائل ہے کے شرط اور تحقق پر اوسکو دوسرے ہونا شرط مذکور کا مشہور و مستفیض اور اکثر تعرض مین ایسے قیود دینی مسامحہ ہوجاتا ہے اتکالا علی ظہور الحال والشہرۃ واذا بلغ الکلام الی هذا النصاب فلنختم ذلک بنقل جواب العالمین الکاملین الفاضلین

المجتہدین المحققین حجتی الاسلام وایتی اللہ فی الانام جناب الشیخ زین العابدین المازندرانی وجناب الشیخ محمد حسین الاردکانی دام ظلہما عن مثل ہذا السؤال لیکون ختامہ مسکا وہذہ صورۃ السؤال ما قولکم مدظلکم زید اموال بسیار داشت ودر بعض کہ بقدر ثلث از ثلث کم است وصیت نمود کہ منافع آن بہندہ برسد وبعد او بہ اولاد او نسلاً بعد نسل رسیدہ باشد حالا ہندہ واولاد اولاد گذاشتہ فوت نمودہ در اینصورت تقسیم منافع موصی بہ بنابر اولاد ہندہ بطور میراث خواہد شد محجوب الارث وغیر محجوب الارث از نسل ہندہ ہمہ خواہد یافت وحصہ زنان مساوی حصہ مردان خواہد شد بینوا توجروا جواب

بسم اللہ ولہ الحمد اولاد اولاد مساوی بحسب رؤس ارث می برند وحجبی نیست ولاحظہ للذکر مثل حظ الانثیین نباید نمود واللہ العالم وانا الاحقر الجانی زین العابدین المازندرانی (مہر: الراجی زین العابدین)

جواب آخوند اردکانی دام ظلہ العلی بسم اللہ تعالی از عبارت صادرہ از موصی نسبت باولاد ہندہ ہمان است کہ در سوال ذکر شدہ است ترتیبی میان اولاد واولاد اولاد وتفاوتی میان ذکر وانثی نیست وبالجملہ اقرب وابعد وذکر وانثی متساوی در نصیب میباشند واللہ العالم (مہر: محمد حسین)

والحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً وقد وقع الفراغ من تسوید ہذہ الاوراق یوم الجمعۃ السابع عشر من شہر ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۳

بقلم اقل الکتاب سید رضا

باسمہٖ سبحانہٗ

ما ابہر برہانہ

جو کچھہ اس رسالۂ رائعہ اور عجالۂ نافعہ مین از قبیل احکام و مسائل اور حجج دلائل اور ابحث و کلام اور نقض و ابرام مرقوم ہے یا آیات کتاب اور اخبار اہلبیت اطیاب اور عبارات اصحاب سے منقول ہے اور ترجمہ اونکا اور جو کچھہ استنباط اونسے ہے سب نظر قاصر مین صحیح اور درست ہے اور جواب اجمالی جو صدر مین مذکور ہے بعینہ عبارت اصل و مستخط ہے جو احقر العباد نے جواب مسئلہ مرقومہ مین تحریر کیا ہے فقط

مطابق ۲ مئی
یوم جمعه طبع شد